عنبر ۔ ناگ ۔ ماریا
قسط نمبر ۳۸
خونی مکان
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

فہرست

سنو پیارے بچو:

ماریا لکڑ ہارے کی بیوی کے جھونپڑے میں رات بسر کرتی ہے کہ
چور حملہ کرتے ہیں، وہ دروازہ توڑ کر اندر آتے ہیں، اور ماریا ایک کو
ہلاک کر دیتی ہے کیونکہ وہ کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ گنڈپ اور سوانگ
کو شاہی محل میں پھانسی دی جاتی ہے عنبر شاہی محل کے باہر بیٹھا ماریا کا
انتظار کر رہا ہے۔

ماریہ دیر سے پہنچتی ہے عنبر اور ناگ ملک چین چھوڑ کر ایک
سمندری جہاز میں سوار جاپان کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔

بھائی کی تلاش

سوانگ اور گنڈپ کو پھانسی ملنے کے بعد سوانا بھاگ گیا تھا۔
ان کا راز فاش ہو گیا تھا۔ اور بھانڈا پھوٹ گیا تھا۔ جس وقت
گنڈپ اور سوانگ کو شہنشاہ چین کے حکم سے پکڑ لیا گیا۔ اسی وقت
سوانا شاہی باورچی خانے سے بھاگ گیا۔ عنبر اور ناگ نے شہنشاہ کو
بتایا کہ محل میں گوریلے جاسوسوں کا ایک آدمی سوانا بھی موجود ہے۔
اسے فوراً گرفتار کیا جائے۔ سپاہی کو سوانا کو پکڑنے کے لئے شاہی
باورچی خانے کی طرف بھاگے۔ وہاں جا کر انہیں معلوم ہوا کہ سوانا
فرار ہو چکا ہے۔ بادشاہ نے سارے شہر میں ڈھنڈی پٹوادی کہ جو کوئی

شاہی باورچی سوانا کو پکڑ کر لائے گا یا اس کا اتا پتا بتائے گا اسے دس ہزار اشرفیاں انعام میں دی جائیں گی۔

عنبر اور ناگ شاہی مہمان خانے سے نکل کر شہر میں ایک مکان میں آ گئے تھے۔ بادشاہ نے ان کی بہت منت سماجت کی کہ وہ شاہی محل میں ہی ٹھہریں۔ مگر بادشاہ کی طرف سے ان کا دل اس قدر کھٹا ہو چکا تھا۔ کہ وہ نہ مانے اور اٹھ کر شہر کے اندر ایک مکان میں آ رہے۔ یہ مکان شاہی محل کے پچھواڑے والی بستی میں تھا۔ اور یہاں زیادہ تر گھوڑوں کے سوداگر تھے۔ عنبر نے سپاہیوں کو ساتھ لے کر گنڈپ کی حویلی میں بھی چھاپہ مارا۔ مگر وہاں بھی سوانا نہیں تھا۔ ساتھ والے مکان کا موٹا مالک۔ گرفتار کر لیا گیا۔ کیوں کہ وہ بھی گنڈپ کا ساتھی تھا۔ اور اس نے ماریا کے خلاف اطلاع دے کر اسے آگ میں زندہ جلانے کی کوشش کی تھی۔

یہ لوگ ماریا کا انتظار کر رہے تھے۔ عنبر اور ناگ کا خیال تھا۔ کہ ماریا ایک آدھ دن میں کیتھے شہر میں پہنچ جائے۔ اس کے بعد وہ اسے ساتھ لے کر ملک جاپان کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ ناگ کو جاپان دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ جاپان کو ایک راستہ خشکی کی طرف سے بھی جاتا تھا۔ مگر انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ سمندر کے راستے سے جائیں گے۔ سمندر کا سفر کیے ہوئے انہیں ایک مدت گزر گئی تھی۔

دوسری طرف ماریا نے جب غریب لکڑہارے کی بیوی کے ہاں ڈاکوؤں کا بھگا کر رات بسر کی تو صبح کیتھے کی طرف جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ اس وقت عورت کا خاوند بھی آ گیا۔ بیوی نے جب اس بتایا کہ رات اس کے ہاں ڈاکو آ گئے تھے۔ اور وہ دروازہ توڑ چکے تھے کہ ایک نیک دیوی نے انکی جان بچائی اور ڈاکوؤں سے پانچ ہزار سونے کی اشرفیوں کی تھیلی بھی دلوائی تو وہ بہت خوش ہوا۔ اس نے پوچھا۔

وہ نیک دل دیوی کہاں ہے؟ میں اس کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

بیوی نے کہا۔

مگر تم اسے دیکھ نہیں سکو گے۔ وہ ایک آسمانی روح ہے اور کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔

خاوند بولا۔

پھر کیا ہوا۔ میں زبان سے ہی اس کا شکریہ ادا کر لوں گا۔ اس نے میرے گھر کی عزت بچا کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

بیوی کہنے لگی۔

میں دیکھتی ہوں۔ اگر وہ باہر ہوئی تو اسے ضرور بلاؤں گی۔

دونوں میاں بیوی کوٹھڑی سے نکل کر باہر آ گئے۔ اس وقت ماریا جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ وہ ابھی گھوڑے پر سوار نہیں ہوئی تھی۔

اس کا گھوڑا صحن میں درخت کے نیچے کھڑا تھا۔ نوجوان نے اپنی بیوی سے کہا۔

یہ گھوڑا کس کا ہے؟ یہاں کون آیا ہے؟

بیوی نے کہا۔

میرا خیال ہے یہ اسی نیک دل روح کا گھوڑا ہے۔

مگر بیوی روح کو گھوڑے کی کیا ضرورت ہے۔

خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ یہ اسی کا گھوڑا ہے۔

پر اس عورت نے ماریا کو آواز دے کر کہا۔

اے نیک دل روح۔ اگر تو یہاں موجود ہے تو سن کہ میرا خاوند تمہاری مہربانیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے۔

ماریا نے کہا۔

میں اسی جگہ موجود ہوں۔ اپنے خاوند سے کہو کہ میرا شکریہ ادا
کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں نے جو کچھ کیا اپنا فرض سمجھ کر ادا
کیا ہے۔

خاوند بولا۔

بہن۔ میں پھر بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ تمہارے احسان کو کبھی نہ
بھلا سکوں۔ اگر تم وقت پر میری بیوی کی مدد سے نہ کرتیں تو میرا گھر اور
عزت برباد ہو گئی تھی۔

ماریا نے کہا۔

بھائی۔ عزت تو خدا دیتا ہے۔ خدا تم لوگوں کی عزت کو بچانا تھا۔
اس لئے مجھے یہاں بھیج دیا۔ تمہیں خدا کا شکر بجالانا چاہیے میں
تو درمیان میں ایک ذریعہ ہوں۔ اس سے زیادہ میری کوئی اہمیت نہیں
ہے۔

نوجوان نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

اے نیک دل روح۔ کیا تم ایک بات بتانا پسند کرو گی؟

ماریا نے کہا۔

ہاں ہاں۔ پوچھو بھائی تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔

نوجوان بولا:

میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر تم روح ہو تو پھر تمہیں اس
گھوڑے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ روح تو بغیر گھوڑے کے جہاں
جی چاہے جا سکتی ہے۔

ماریا نے کہا۔

تم نے بڑا ذہین سوال کیا ہے۔ بھائی اب میرا جواب غور سے
سنو۔

میں کوئی روح یا بھوت نہیں ہوں۔ جو کسی پرانے غار میں رہتی

ہو اور جہاں جی چاہے بغیر گھوڑے کے ہوا میں سفر کر سکتی ہے۔ بلکہ
میں بھی تمہاری طرح گوشت پوست کا ایک انسان ہوں۔

نوجوان نے کہا۔

تو پھر میری بہن تم ہماری طرح دکھائی کیوں نہیں دیتیں؟

ماریا نے کہا۔

اس لئے کہ مجھے ایک بہت بڑے جادوگر نے جادو کے ذریعے
غائب کر دیا ہے۔ اب میں سب کو دیکھتی ہوں مگر مجھے کوئی نہیں
دیکھ سکتا۔ میں جس چیز کو ہاتھ میں تھام لیتی ہوں یا اس پر سوار ہوتی
ہوں وہ بھی میرے ساتھ غائب ہو جاتا ہے۔

نوجوان کہنے لگا۔

خدا تمہارا بھلا کرے بہن تم نے بڑی مشکل کے وقت ہماری مدد
کی ہے ہماری پشتیں بھی تمہارے اس احسان کا بدلہ نہ چکا سکیں گی۔

ماریا بولی:

ایسی باتیں نہ کہو بھائی میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے ہاں مجھے یہ
بتاؤ کہ کیتھے شہر یہاں سے کتنی دور ہے مجھے وہاں جانا ہے۔

نوجوان نے کہا۔

میری بہن کیتھے شہر یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے اگر تم اس
وقت یہاں سے چلو تو کل صبح وہاں پہنچ جاؤ گی۔ اگر تم رات کو کہیں
راستے میں آرام نہ کرو۔ تو آدھی رات سے بھی پہلے وہاں پہنچ سکتی
ہو۔

ماریا نے کہا۔

تو پھر میں اب یہاں سے روانہ ہوتی ہوں۔

بیوی کہنے لگی۔

ہماری تو زبردست خواہش ہے کہ تم دو ایک روز ہماری مہمان

بن کر رہتیں اور ہمیں بھی خدمت کا موقع ملتا۔

ماریا نے کہا۔

بہن میں ضرور تمہارے ہاں رک جاتی۔ مگر کیتھے شہر میں میرے بھائی میری راہ دیکھ رہے ہیں۔ اس لئے میرا جانا بہت ضروری ہے۔

نوجوان نے کہا۔

بہن اگر تمہیں واقعی چلے جانا ہے تو ہم تمہیں مجبور نہیں کر کے نہیں روک سکتے۔ ہاں اگر کیتھے شہر میں تمیں تمہارے بھائی نہ مل سکے تو شہر کی سب سے بڑی سرائے میں میرا بڑا بھائی گھوڑوں کا سائیں ہے۔ اس کے پاس جا کر میرا نام لینا۔ وہ تمہیں سرائے میں رہنے کو کمرہ دلا دے گا۔

ماریا نے کہا

بہت اچھا۔ میرے بھائی اب میں جاتی ہوں۔

ماریا نے ان دونوں نیک دل میاں بیوی سے اجازت لی اور گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ دنوں میاں بیوی نے دیکھا کہ ماریا گھوڑے پر سوار ہوتے ہی گھوڑا غائب ہو گیا۔ ایک پل کے لئے تو وہ بھی خوف زدہ سے ہو گئے۔ پھر انہوں نے ہاتھ ہلا کر ماریا کو رخصت کیا۔

ان لوگوں سے رخصت ہو کر ماریا نے کیتھے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ گھوڑا پتھریلی سڑک پر ادھر ادھر سے بل کھاتا چلا جا رہا تھا۔ ایک اور جگہ سے اس نے دریا کا پل عبور کیا۔ اور اب سامنے ایک میدان تھا جس کے دونوں جانب اونچے اونچے ٹیلے کھڑے تھے۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہاں سے کیتھے شہر کی فصیل شروع ہوتی ہے۔ وہ اس سے پہلے بھی یہاں سے گزری تھی۔ چلتے چلتے اسے رات ہو گئی۔ اور وہ رات سرائے کے باہر آ کر رک گئی۔

یہ سرائے ایک معمولی سی دیہاتی سرائے تھی جس کے باہر مٹی کا

دیا روشن تھا۔ ماریا نے یہاں کسی کو تکلیف دینا گوارا نہ کیا اور سرائے
کے پیچھے والے باغ میں ایک جگہ پہنچ کر کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔ اسے
اچانک بھوک کا شدید احساس ہوا۔ وہ سرائے میں آ گئی۔ اس نے
دیکھا کہ سرائے کا باورچی آلو کے گرم گرم قتلے تل رہا تھا۔ ماریا اس
آدمی کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ بھوک نے اسے ایک دم نڈھال
کر دیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ بغیر کچھ کھائے پیئے سو جائے گی اور
کھانا صبح اپنے بھائیوں کے پاس جا کر کھائے گی۔ مگر بھوک نے اسے
بدحال کر دیا۔ ماریا نے ہاتھ آگے بڑھا کر تھال میں سے آلوؤں کے
گرم گرم قتلوں کی ایک تھالی اٹھائی۔ ساتھ ہی ایک روٹی تھامی
اور باورچی کے آگے سونے کی ایک اشرفی ڈال کر واپس باغ میں اس
جگہ آ گئی جہاں وہ رات بسر کرنے کا ٹھکانہ بنا چکی تھی۔

سرائے کے مالک نے جب دیکھا کہ تھال میں سے آلو کے قتلوں

کی رکابی غائب ہو گئی ہے۔ اور اس کی جگہ سونے کی اشرفی پڑی ہے تو
پاگل سا ہو کر آس پاس تکنے لگا۔ سا نے جلدی سے سونے کی اشرفی
اٹھا کر اپنی اندر والی جیب میں ڈال لی۔ اس کا خیال تھا کہ سوائے اس
کے اور کوئی اسے نہیں دیکھ رہا۔ مگر نہیں اسی سرائے میں فقیروں کا بھیس
بدل کر سوانا بھی موجود تھا۔ اس نے جو تھال میں سے ایک پلیٹ گم
ہوتے ہوئی دیکھی تو فوراً سمجھ گیا کہ یہاں کوئی ایسی شے موجود ہے
جو گم ہو گئی ہے۔ یک لخت دماغ غیبی چڑیل کی طرف پلٹ گیا۔

تو گنڈپ ٹھیک کہتا ہے کہ غیبی چڑیل کمرے میں جل کر ہلاک
نہیں ہوئی۔ وہ ضرور یہاں موجود ہو گی۔

سوانا نے ایک عرب تاجر کا بھیس بدل رکھا تھا۔ اس نے نقلی
داڑھی مونچھ لگا رکھی تھی۔ ایسے حلیے میں کوئی اسے پہچان نہیں سکتا تھا۔
وہ فوراً اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر کیتھے کی طرف ایک ہی گوریلا

باقی رہ گیا تھا۔ جو گنڈپ والے مکان کے باہر ایک فقیر بن کر بھیک مانگا کرتا تھا۔

سوانا راتوں رات گھوڑے پر سفر کرتا صبح ہونے سے پہلے پہلے شہر پہنچ گیا۔ شہر میں جاتے ہی وہ سیدھا گنڈپ کے مکان کے باہر پہنچا فقیر گوریلا ایک مکان کے باہر تختے پر سو رہا تھا۔ سوانا نے اسے جاتے ہی اٹھایا اور کہا۔

گنڈپ اور سوانگ ایسے بہادر گوریلوں کی موت کا بدلہ لینے کا وقت آن پہنچا ہے۔ عنبر اور ناگ کی بہن ماریا جو کہ غیبی چڑیل بن کر ہمیشہ ہمیں پریشان کرتی رہی ہے۔ اس وقت شہر کی طرف اپنے بھائیوں کی تلاش میں آ رہی ہے۔

فقیر گوریلا اٹھ کر بیٹھ گیا:

یہ تو بہت اچھا موقع ہے مگر وہ غائب ہے۔ اسے کوئی دیکھ نہیں

سکتا۔ پھر ہم اس سے کیسے اپنے ساتھیوں کا بدلہ لیں گے؟

سوانا نے کہا۔

اس کے لئے تمہیں ایک کام کرنا ہوگا۔

فقیر گوریلا بولا۔

مجھے بتاؤ میں اپنے بہادر ساتھیوں کی موت کا بدلہ لینے کے لئے مشکل سے مشکل کام بھی کر گزروں گا۔

سوانا نے کہا۔

یہ کام میں خود اس لئے نہیں کر سکتا کہ ہو سکتا ہے ماریا مجھے اس بھیس میں بھی پہچان لے کیونکہ وہ بہت ہوشیار لڑکی ہے تم ایسا کرو کہ ماریا سے ملو۔

مگر کہاں؟ مجھے تو معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ وہ کہاں ہے کیوں کہ وہ تو مجھے دکھائی ہی نہیں دے گی۔

سوانا نے کہا۔

"سنو۔ غیبی عورت ماریا اپنے بھائیوں عنبر اور ناگ کی تلاش میں سیدھی اس حویلی میں آئے گی کیونکہ اسے معلوم ہے کہ وہ اسی جگہ رہتے تھے۔ اور ماریا کا اسی حویلی میں انتظار کر رہے ہوں گے۔ وہ یہاں آئے تو تم ایسا کرنا کہ دروازے کے ساتھ لگ کر بیٹھے رہنا اور چوکس ہو کر رہنا۔ جب تم دیکھو کہ حویلی کا دروازہ اپنے آپ کھل رہا ہے۔ تو سمجھ جانا کہ وہ غیبی عورت داخل ہو رہی ہے۔ ٹھیک اس وقت خوف کھائے بغیر تم آگے بڑھ کر کہنا کہ اے غیبی عورت میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ تم اپنے بھائی عنبر اور ناگ کی تلاش میں آئی ہو مجھے عنبر اور ناگ نے تمہارے پاس بھیجا ہے وہ دونوں بیمار ہیں اور حویلی کے تہہ خانے میں لیٹے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر جب وہ تمہارے ساتھ تہہ خانے میں جائے تو کسی طرح اس کے اندر داخل

ہوتے ہی تہہ خانے کا دروازہ باہر سے بند کر دینا۔ وہ اندر قید ہو کر رہ جائے گی۔ وہ تہہ خانے سے کبھی بھی نہیں نکل سکے گی۔ پھر تم مجھے آ کر اطلاع کر دینا۔

فقیر گوریلا بولا۔

میں ایسا ہی کروں گا سوانا بھائی تم فکر نہ کرو۔

مگر تم ڈرو گے تو نہیں۔

ہرگز نہیں۔ میں کبھی نہیں ڈر سکتا۔ سب کام ٹھیک ہو جائے گا۔ بس میں غیبی عورت کا انتظار کر رہا ہوں۔

میں دوپہر کے وقت تمہارے پاس معلوم کرنے آؤں گا کہ تم کامیاب ہوئے یا نہیں۔

میں کامیاب ہوں گا۔ تم آؤ گے تو غیبی عورت ماریا تہہ خانے میں قید ہو گی۔

فقیر گور یلے کو خبردار کر کے سوانا وہاں سے چلا گیا اور شہر والی
سرائے میں جا کر ایک سوداگر بن کر ٹھہر گیا اور دوپہر ہونے کا انتظار
کرنے لگا۔ ادھر ماریا رات بسر کرنے کے بعد صبح ہونے سے پہلے ہی
گاؤں سے نکل گئی۔ وہ جلدی سے جلدی شہر پہنچ کر اپنے بھائیوں سے
ملنا چاہتی تھی۔ سورج نکل چکا تھا۔ کہ اسے شہر کی فصیل نظر آنے لگی۔
وہ بڑی خوش ہوئی شہر میں داخل ہو کر وہ گنڈپ کی حویلی والے
محلے کی طرف آ گئی۔ کیونکہ اسے یقین تھا۔ کہ اسی جگہ سے اسے عنبر
اور ناگ کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکیں گی۔ وہاں موٹے
مالک کا نوکر بھی تھا۔ وہ اس سے عنبر اور ناگ کے بارے میں معلوم
کرے گی کہ وہ کہاں ہیں۔
حویلی کے پاس آ کر وہ گھوڑے سے اتر گئی گھوڑا ظاہر ہو گیا۔ اس
نے گھوڑے کو ایک طرف باندھا اور چپکے سے حویلی کا دروازہ کھول

دیا۔ دروازے کے اندر فقیر گور یلا بیٹھا اسی وقت کا منتظر تھا۔ اس نے
جو دروازے کو اپنے آپ کھلتے ہوئے دیکھا تو سمجھ گیا کہ غیبی عورت
آ گئی ہے جلدی سے اٹھ کر بولا۔
ماریا بہن۔ کیا تمہیں اپنے بھائیوں کی تلاش ہے؟
ماریا نے کہا ہاں مگر آپ کو کیسے معلوم؟
ماریا نے بے تابی سے پوچھا۔
وہ کہاں ہیں۔
فقیر نے مسکرا کر کہا۔
مجھے عنبر اور ناگ نے ہی تمہارے پاس بھیجا ہے وہ اس وقت اس
حویلی کے تہہ خانے میں تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں۔
ماریا نے پوچھا۔
مگر تم کون ہو؟

فقری گوریلے نے کہا۔

میں تمہارے بھائیوں کا دوست ہوں اور انہوں نے مجھے تمہیں لینے کے لیے بھیجا ہے۔ وہ دونوں بیمار ہیں۔ اور اس وقت حویلی کے تہہ خانے میں سوئے ہوئے ہیں۔

عنبر اور ناگ کی بیماری کا سن کر ماریا بے چین ہو گئی اس نے ایک پل کے لئے بھی یہ نہ سوچا کہ کہیں یہ شخص اس کے ساتھ دھوکہ تو نہیں کر رہا۔ وہ اس کے ساتھ پیچھے پیچھے چلتی حویلی کی نچلی منزل میں آ گئی جہاں تہہ خانہ تھا۔ یہ تہہ خانہ بڑ پراسرار او خفیہ تھا۔ اس کے اندر جانے کا صرف ایک ہی دروازہ تھا۔ اندر کوئی کھڑکی یا روشن دان نہیں تھا۔ اوپر چھت کے قریب ایک گول چھوٹا سا سوراخ تھا۔ جس میں سے ہوا اندر جاتی تھی۔

تہہ خانے کے دروازے پر جا کر فقیر جاسوس نے دروازہ کھولا اور

کہا۔

اندر آ جاؤ میری بہن ماریا وہ سامنے والی دیوار کے پاس بستر پر عنبر اور ناگ سو رہے ہیں۔

ماریا نے کہا۔

دیا جلاؤ یہاں تو اندھیرا ہے۔

فقیر جاسوس نے بڑی نرمی اور ہمدردی سے کہا۔

بہن تم سامنے والی دیوار کے پاس چلو میں ابھی دیا جلاتا ہوں۔

ماریا بولی۔

اچھا مگر ذرا جلدی روشنی کرو۔

آواز سے فقیر جاسوس کو پتہ چل گیا کہ ماریا تہہ خانے کے اندر جا چکی ہے اور وہ دیوار کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے۔ وہ اسی وقت کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے ذرا بھی دیر نہ کی بجلی کی سی تیزی کے

ساتھ تہہ خانے سے چھلانگ لگا کر باہر بھاگا اور جلدی سے دروازہ بند
کر کے باہر سے لوہے کی سلاخ گرادی۔ ماریا اندر قید ہو کر رہ گئی۔

اب جو ماریا کو ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ اس کے ساتھ تو زبر
دست فریب کیا گیا ہے۔ فقیر نے نوکر بن کر دھوکہ دیا ہے۔ وہ لپک کر
دروازے کے پاس آئی۔ اس نے دروازے کو اندر کی طرف کھینچا مگر
اب وقت گزر چکا تھا۔ جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔ اس نے پہلے عقل سے
کام لے کر سوچا نہیں تھا کہ آخر ایک اجنبی شخص اس کے ساتھ ہمدردی
کیوں کر رہا ہے۔ اب وہ پھنس چکی تھی۔ تہہ خانے میں عنبر اور ناگ
کہیں بھی موجود نہ تھے۔

ماریا سر پکڑ کر بیٹھ اندھیرے میں بیٹھ گئی۔

شہر میں آ کر وہ ایک نئی مصیبت میں پھنس گئی تھی۔ کاش وہ ایک
مکار اجنبی کا اعتبار نہ کرتی۔ کبھی کسی پرائے آدمی پر بھروس نہیں کرنا

چاہیے۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے۔ اب تو پانی سر سے گزر چکا تھا۔
۔۔۔۔۔ چڑیاں کھیت چگ گئی تھیں۔

اس نے سوچا کہ ناامید ہو کر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے کی بجائے
اٹھ کر دیکھا جائے کہ یہاں سے بھاگ جانے کا کوئی راستہ ہے بھی یہ
نہیں؟ ماریا نے اندھیرے میں دیواروں کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ وہ دیر
تک تہہ خانے میں ٹٹول ٹٹول کر ادھر ادھر گھومتی رہی مگر اسے کسی بھی
جگہ کوئی دروازہ یا کھڑکی دکھائی نہ دی۔ بس اوپر چھت کے قریب ایک
چھوٹا سا سوراخ تھا جس میں سے ہلکی ہلکی دن کی روشنی اندر آ رہی تھی۔
اس نے خیال کیا کہ یہ محض ہوا کے لئے سوراخ رکھا گیا ہے۔ اس
سوراخ تک پہنچنے کو کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ ورنہ وہ اس سوراخ کے پاس
جا کر کسی کو مدد کے لئے پکار سکتی تھی۔

آخر وہ تھک ہار کر بیٹھ گئی۔

ادھر فقیر جاسوس حویلی والی گلی سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا شہر کے
گنجان آباد علاقے والی سرائے میں جا کر سوانا سے ملا۔ سوانا اسکی
صورت دیکھتے ہی کمرے سے باہر نکل آیا اور ایک جگہ ستون کے
ساتھ لگ کر اس سے کہنے لگا۔

تمہاری صورت بتا رہی ہے کہ تم کامیاب ہو گئے ہو۔ کیا میں
ٹھیک کہہ رہا ہوں؟

فقیر جاسوس بولا۔

ہاں سوانا تمہیں یہ سن کر خوشی ہو گی کہ میں نے غیبی عورت کو حویلی
کے تہہ خانے میں قید کر دیا ہے۔ وہ اس وقت ہمارے رحم و کرم پر ہے
اور ہزار کوشش کرنے کے باوجود وہاں سے باہر نہیں نکل سکتی۔

سوانا بولا۔

شاباش مجھے تم سے یہی امید تھی میں اس عورت سے منگوا ل
بہادروں کی موت کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔ بلکہ اگر اس کی تلاش میں
عنبر اور ناگ بھی یہاں آئے تو میں ان کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔ انہیں
بھی ماریا کے ساتھ ہی ہلاک کر ڈالوں گا۔

سوانا میرا خیال ہے کہ ہمیں عنبر اور ناگ سے بھی بدلہ لینا چاہیے
وہ دونوں بادشاہ کے آدمی تھے اور انہوں نے جھوٹ موٹ ہمارے
آدمیوں کے ساتھ مل کر انہیں دھوکے سے مروا دیا ہے۔ ہمارا اب
فرض بنتا ہے کہ ہم گنڈپ اور سوانگ کی روحوں کو تسکین پہنچانے کے
لے عنبر اور ناگ کو بھی قتل کر دیں۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مگر ان دونوں کو یہاں کیسے بلوایا جائے۔
میں نے سنا ہے وہ شاہی محل میں نہیں ہیں اور شہر میں کسی جگہ آ کر رہ
رہے ہیں۔

جاسوس فقیر نے کہا۔

اسک کا کھوج لگانا مشکل نہیں۔ میں نے ان کی شکلوں سے
واقف ہون میں نے انہیں اکثر حویلی کے اندر آتے جاتے دیکھا
ہے۔

سوانا نے پوچھا۔

مگر تم ان دتوں کا کھوج کس طرح لگاؤ گے؟ کیا تم شہر بھر میں
گشت لگا کر ایک ایک گھر میں جھانک جھانک کر دیکھو گے؟

فقیر جاسوس بولا۔

اس کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں۔ مجھے گلی گلی سجا کر لوگوں کو دیکھنا
پڑے گا۔ایک ایک گھر کی پڑتال کرنی پڑے گی۔

سوانا نے کہا۔

نہیں نہیں۔ یہ کام بڑی ہمت طلب ہے اس طرح بڑی دیر لگے
گی۔

ماریا نے کہا۔

سنو میں تمہیں ایک بتاتی ہوں اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں اتنا
سونا اتنے ہیرے جواہرات دوں گی کہ تمہاری سات پشتیں بھی اگر
انہیں کھاتی رہیں تو وہ دولت ختم نہیں ہو گی۔

فقیر جاسوس نے قہقہہ لگا کر کہا۔

تم نے مجھے غداری پر نہیں ورغلا سکتیں۔

ماریا نے ایک اور وار کیا۔

سنو۔ یہ غداری نہیں ہے۔ بلکہ یہ عقلمندی ہے۔آخر تمہیں ایک
طاقت اور مضبوط قوم کے خلاف غداری کر کے کیا ملے گا؟ چینی ایک
بڑے بہادر اور محب الوطن قوم ہ۔تم ایک ہزار سال بھی کوشش کرتے
رہو تو یہاں کامیاب نہ ہو سکو گے۔ پھر تم اپنی زندگی ایک فقیر بن کر
لوگوں سے بھیک مانگ کر کیوں ضائع کر رہے ہو کیا یہ اچھی بات

نہیں کہ تم مجھے آزاد کر دو اور میں تمہیں دنیا کے قیمتی اور نادر ہیرے
جواہرات لا کر دے دوں؟

فقیر جاسوس بولا۔

غیبی عورت ماریا سوانا ٹھیک کہتا تھا کہ ماریا کی چالاکی سے بچ کر
رہنا اس کی باتیں پتھروں میں بھی سوراخ کر دیتی ہیں۔ یاد رکھو ماریا
میں ایک محبّ الوطن منگول ہوں۔ میں مر جاؤں گا لیکن اپنی قوم اپنے
وطن اور اپنے بادشاہ سردار سے غداری نہیں کروں گا۔ تم میرے
قدموں میں اگر اس دنیا کی ساری دولت بھی لا کر ڈھیر کر دو تو میں
تمہیں ایک پل کے لئے بھی آزاد نہ کروں گا۔

اس کا ہر وار خالی گیا تھا۔ ہر حربہ ناکام رہا تھا۔ اس نے اپنے
تجربے میں اس بات کو خاص طور پر دیکھا تھا کہ منگول گوریلے بڑے
وفادار اور سچے اور دھن کے پکے تھے۔ وہ اپنی جان پر کھیل جاتے

تھے۔ زہر کھا کر خودکشی کر لیتے تھے۔ مگر اپنے وطن اپنے سردار اور اپنی
قوم کے ساتھ غداری کبھی نہیں کرتے تھے۔

چنانچہ ماریا فقیر جاسوس کو ورغلانے میں ناکام رہی تھی۔ اسے
بھوک لگ رہی تھی۔ اگرچہ وہ بہت پریشان تھی۔ مگر پیٹ کی آگ بھی
تو بجھانی ہی تھی۔ اس نے روٹی کھائی اور کٹورے میں پانی پیا اور دل پر
جبر کر کے بیٹھ گئی بس اسے ایک امید تھی کہ اگر عنبر اور ناگ ادھر آ نکلے تو
وہ آزاد ہو جائے گی کیونکہ سوانا اور فقیر جاسوس کی یہ معلوم ہی نہیں تھا
کہ ناگ اور عنبر کن کن خفیہ طاقتوں کے مالک ہیں۔

وہ اپنی طرف سے ان کو ہلاک کرنے کی ترکیبیں سوچ رہے
تھے۔ انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ ناگ ایک زہریلا خطرناک سانپ
ہے انسان نہیں ہے۔ وہ جس وقت اور جب چاہے انہیں سانپ بن
کر ختم کر سکتا ہے اور عنبر پر موت حرام کر دی گئی ہے۔

چاہے اسے تلواریں مار مار کر کچھ کر لو وہ مر ہی نہیں سکتا بس ماریا
خدا سے ہی دعا مانگنے لگی کہ کسی طرح سے عنبر اور ناگ حویلی آ جائیں
کیونکہ انہیں بھی تو ماریا کی تلاش ہوگی۔

فقیر جاسوس حویلی کے باہر بھیک مانگ رہا تھا۔

شہر کے گنجان ترین محلے میں عنبر اور ناگ اپنے گمنام سے مکان
میں چپ چاپ بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے۔عنبر نے اچانک گہری سوچ
سے بیدار ہو کر کہا۔

ناگ کیوں نہ ہم گنڈپ والی حویلی کا ایک بار پھر چکر لگا آئیں ہو
سکتا ہے ماریا وہاں پہنچ کر ہمیں تلاش کر رہی ہو۔

ناگ نے بھی عنبر کی بات سے اتفاق کیا اور دونوں گنڈپ والی
حویلی جانے کے لئے گھر سے نکل پڑے۔جب وہ حویلی کے
دروازے پر پہنچے تو وہاں وہ فقیر کھڑا تھا اور اس نے ان دونوں کو فوراً

پہچان لیا۔اس نے جلدی سے اٹھ کر عنبر کے کان میں کہا۔

کیا تم اپنی بہن ماریا سے ملنے آئے ہو۔

اندھیرے میں جال

عنبر اور ناگ ایک دم چونک اٹھے۔

یہ کون فقیر ہے جسے نہ صرف ان کی بہن ماریا کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے بلکہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ دونوں وہاں اپنی بہن ماریا کی تلاش میں آئے ہیں۔انہوں نے پہلے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر فقیر کی طرف دیکھ کر کہا۔

تم کون ہو بابا؟ اور تمہیں ہمارے نام کا کہاں سے علم ہوا؟

فقیر جاسوس مسکرایا اور کہنے لگا۔

میں ایک نمک حلال نوکر ہوں بھائی عنبر جو ساتھ والے موٹے مالک کے مکان میں نوکر تھا۔ بہن ماریا نے مجھے ایک بار جب کہ میں

بھوکا تھا تو مجھے کھانا کھلایا تھا۔ میں اس کے احسان کو نہیں بھولا میں نے بہن ماریا کو آگ سے جھلستے ہوئے کمرے سے باہر نکالا اور اس کی جان بچائی۔ بہن ماریا نے مجھے بتا دیا کہ وہ غائب ہو چکی ہے جادو کے زور سے آپ لوگ اس سے بچھڑ گئے۔ وہ بھی یہاں سے چلی گئی۔ آخر کل رات وہ میرے پاس اس مکان میں آئی۔ اس نے مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھا اور کہا کہ اگر وہ یہاں آئیں تو انہیں یہاں تہہ خانے میں بٹھانا۔ میں پھر آؤں گی۔ میں نے انہیں بہت روکا مگر اس نے کہا کہ مجھے ایک ضروری کام ہے پھر وہ چلی گئی۔

ناگ نے پوچھا۔

اس نے بتایا نہیں کہ کیا کام تھا؟

فقیر گوریلے نے کہا۔

نہیں میرے بھائی۔ بہن ماریا نے یہ نہیں بتایا۔ بس اتنا ہی کہا کہ

عنبر اور ناگ آئیں تو انہیں اسی گھر میں رکھنا میں بہت جلد آ رہی
ہوں۔

عنبر نے ناگ سے کہا۔

تو پھر ٹھیک ہے اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ ماریا سے
بھی ملاقات ہو گئی۔ اب ہم اکٹھے اس ملک کو چھوڑ سکیں گے میرا خیال
ہے ہمیں اس جگہ رہ کر ماریا کا انتظار کر لینا چاہیے۔

ناگ نے کہا۔

ٹھیک ہے عنبر بھائی۔ ہم یہاں ٹھہر جاتے ہیں ہماری تو بہت بڑی
مشکل اس فقیر نے حل کر دی۔

فقیر جاسوس دل ہی دل میں بڑا خوش ہو رہا تھا۔ کہ ان کی مشکل
کہاں حل ہوئی ہے وہ تو ایک مشکل میں پھنس گئے ہیں۔ پاگل فقیر
گوریلے کو یہ خبر ہی نہیں تھی کہ جن لوگوں کو وہ معمولی سمجھ کر قید کرنے کی

کوشش کر رہا تھا وہ کتنی بڑی طاقتوں کے مالک ہیں۔

فقیر گوریلا بولا:

اب کیا حکم ہے ان دونوں کے ساتھ کیا کیا جائے اور ماریا کے
ساتھ کیا سلوک کیا جائے وہ بھی تو اسی حویلی کے نیچے تہہ خانے میں قید
ہے۔ اگر عنبر اور ناگ کو معلوم ہو گیا کہ اسی مکان میں ماریا بھی قید ہے
تو وہ اسے ضرور چھڑا لیں گے۔ او پھر وہاں سے بھاگ جائیں گے۔
میں ان کی زبان سے سنا ہے کہ وہ ملک چھوڑنے کا منصوبہ بنا رہے
ہیں۔ ایسی صورت میں ہم اپنے بہادر گوریلوں کی روحوں کا انتقام نہ
لے سکیں گے۔ ہمیں جو کچھ بھی کرنا ہے۔ جلدی کرنا ہوگا۔

سوانا بولا:

ابھی کرتے ہیں جو کچھ کرنا ہے فکر نہ کرو۔ مجھے صرف سوچنے دو تم
نے حالات کو دوسرے رخ پر ڈال دیا ہے۔ وگرنہ اگر تم نے دونوں کو

الگ الگ تہہ خانوں میں بند کیا ہوتا تو ہمارے لئے بڑا آسان تھا کہ ہم
تینوں کو بھوکا پیاسا رکھ کر مار ڈالتے۔ اب کوئی دوسری چال سوچنی
پڑے گی۔

فقیر گوریلا کہنے لگا۔

تم بعد میں سوچنا پہلے میری ایک ترکیب سنو۔

سواتا نے پوچھا۔

کون سی ترکیب۔

فقیر گوریلا بولا۔

میری ترکیب یہ ہے کہ عنبر اور ناگ کو بھی کسی طرح مکان کے اندر
بند کر کے مکان کو آگ لگا دی جائے۔ اب وہ مکان ویسے بھی ہمارے
کسی کام کا نہیں رہا۔ اس میں ہر روز سپاہیوں کے چھاپے پڑتے
رہتے ہیں۔ کیا خیال ہے؟ اس طرح اس مکان کی بک بک سے بھی

پیچھا چھٹے گا۔ اور ہمارے دشمنوں کا بھی خاتمہ ہو جائیگا۔

سواتا سوچنے لگا اور پھر بولا

مکان کو آگ لگائی تو سارا محلے کا محلّہ جل کر راکھ ہو جائیگا۔ اس
سے بہتر ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں میں مکان میں چھپ
کر بیٹھ جاؤں گا تم بہانے بہانے سے ان دونوں کو میری طرف لانا۔
میں خنجر گھونپ کر ان میں سے ایک کا خاتمہ کر دوں گا۔ دوسرے کو تم
سنبھال لینا۔

فقیر گوریلا بولا۔

یہ بہتر چال معلوم ہوتی ہے ایسا ہی کرتے ہیں میرا خیال ہے تم
ابھی میرے ساتھ چلو شام کو ہی سیاہی پھیل رہی ہے۔ ہم ان دونوں کو
ہلاک کرنے کے بعد رات کے اندھیرے میں لاشیں تالاب میں
پھینک آئیں گے۔

سوانا بولا

چلو میرے ساتھ۔

یہ ایک بڑی ہی خوفناک سازش تھی اور اگر عنبر اور ناگ میں خفیہ طاقتیں نہ ہوتیں تو ان کی موت یقینی تھی مگر احمق فقیہ جاسوس اور سوانا کو یہ علم نہ تھا کہ وہ کن لوگوں سے ٹکر لے رہے ہیں۔ وہ تو ایک طرح سے اپنی موت کو دعوت دے رہے تھے۔ اور یہ تھا بھی سچ اس میں صرف ایک خطرہ تھا کہ اگر غلطی سے ناگ پہلے سامنے آ گیا۔ اور خنجر اسے لگ گیا تو اس کا شدید زخمی ہو جانا یقینی تھا مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ سوانا اور فقیر گوریلا بھی نہیں بچ سکتے تھے۔ ان کو اکیلا عنبر ہی ختم کر دینے کے لئے کافی تھا۔

ادھر حویلی کے اندر عنبر اور ناگ کمرے میں بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

ناگ کہہ رہا تھا۔

ابھی تک ماریا نہیں آئی خدا خیر کرے۔

عنبر نے کہا۔

میرا خیال ہے۔ بس آ ہی رہی ہوگی۔ مگر وہ کہاں چلی گئی؟ آخر اسے اس اجنبی شہر میں کون سا ایسا ضروری کام پڑ گیا؟ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔

ناگ بولا

یہ بات میری سمجھ میں بھی نہیں آتی۔ بہر حال ہمیں تو انتظار کرنا ہی ہوگا۔

وہ باتیں کر رہے تھے کہ دروازہ کھلا اور فقیر گوریلا اندر داخل ہوا اور بولا

عنبر بھائی ماریا آ گئی ہے۔ وہ باہر کھڑی ہے اور کہہ رہی ہے مجھے

اس مکان سے خوف محسوس ہوتا ہے میں اندر نہیں جاؤں گی میرے بھائیوں سے کہو کہ وہ باہر آجائیں۔

عنبر اور ناگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر بولے۔

یہ بات ہے تو ٹھیک ہے ہم باہر چل کر ماریا سے مل لیتے ہیں۔

آگے آگے عنبر اور پیچھے پیچھے ناگ دونوں فقیر گوریلے کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آئے۔

باہر ایک راہداری سی تھی جس میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ فقیر جان بوجھ کر انہیں اس طرف لایا تھا کیونکہ راستے میں ایک جگہ دیوار کے پیچھے سوانا گوریلا خنجر لئے چھپا ہوا تھا۔

جوں ہی فقیر جاسوس عنبر کو ساتھ لے کر اس دیوار کے قریب سے گزرا سوانا نے پوری طاقت سے چمکتا ہوا تیز دھار خنجر عنبر کی گردن میں سارے کا سارا گھونپ دیا۔

اس کے ساتھ ہی فقیر گوریلے نے ناگ پر چھپٹا مار کر حملہ کر دیا۔

عنبر اور ناگ فوراً سمجھ گئے کہ ان کو دھوکے سے جال میں پھنسایا گیا ہے۔ عنبر نے خنجر اپنی گردن میں ہی رہنے دیا اور سوانا کے جبڑے پر اس زور سے گھونسہ مارا کہ وہ چکرا کر زمین پر گر پڑا۔ دوسری طرف سے ناگ نے ایک زوردار پھنکار ماری اور یک لخت سانپ کی جون میں آگیا۔ اس نے سانپ کو جون میں آتے ہی فقیر کو پوری طاقت سے دانت مار کر ڈس دیا۔ عنبر نے جلدی سے جیب میں سے پھر نکال کر کونے میں لگی ہوئی شمع جلا دی۔

فقیر جاسوس زمین پر پڑا گرا ہوا تھا۔ سانپ کے زہر نے اپنا اثر کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس کا رنگ نیلا پڑ رہا تھا۔ دوسری طرف سوانا اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ناگ دوبارہ انسانی جون میں آچکا تھا۔

سوانا نے اٹھ کر روشنی میں جو منظر دیکھا اسے دیکھ کر اس کی

آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ عنبر کی گردن میں پورا خنجر گھسا ہوا تھا۔
اور وہاں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہہ رہا تھا۔ نیچے اس کا ساتھی زہر
کے اثر سے نیلا پڑ کر دم توڑ رہا تھا۔

عنبر نے ہاتھ بڑھا کر اپنی گردن میں سے خنجر کھینچ کر اپنے ہاتھ
میں پکڑ لیا۔ اس کرامت کو دیکھ کر سوانا اور زیادہ ششدر رہ گیا۔ خنجر
سوانا کی گردن پر رکھ کر عنبر نے کہا۔

بولو ماریا کہاں ہے؟

یہاں اب سوانا گوریلا کی بہادری دکھانے کا وقت تھا۔ یہاں
عنبر غلطی کھا گیا تھا۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ منگول گوریلے مر جاتے
ہیں۔ مگر دل کا راز کسی سے نہیں کہتے۔ سوانا نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ عنبر
کے ہاتھوں قتل ہو جائے گا مگر اسے کبھی نہیں بتائے گا کہ ماریا اسی حویلی
کے تہہ خانے میں قید ہے عنبر سوانا کو گھسیٹ کر کمرے میں لے گیا اور

اس نے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ ناگ بھی اس کے ساتھ تھا۔ انہوں
نے پوچھ پوچھ کر اپنا سر خالی کر لیا مگر مجال کہ سوانا اپنی زبان سے ایک
لفظ بھی کہیا وہ عنبر اور ناگ تنگ آ گئے۔

ناگ نے کہا۔

میرا خیال ہے عنبر اس شخص کو واقعی معلوم نہیں ہے کہ ماریا کہاں
ہے اگر اسے معلوم ہوتا تو جتنی اذیت ہم نے اسے دی ہے یہ ضرور
بک پڑتا۔

عنبر بولا۔

میرا بھی یہی خیال ہے۔

عنبر نے سوانا کو دراصل پہنچانا نہیں تھا۔ کہ یہ سوانا ہے اس نے
سوانا کی گردن پر ایک زوردار مکا مارتے ہوئے کہا۔

بھاگ جاؤ۔ یہاں سے خبردار جو پھر کبھی اس طرف کا رخ بھی کیا

۔اس شہر کا دانہ پانی تم پر حرام ہے۔ اگر ہم نے تمہیں یہاں پھر کبھی
دیکھا تو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ تمہارا بھی وہی حشر ہو گا جو تمہارے
ساتھی کا ہوا ہے۔

سوانا نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کی جان بچی۔ اس نے ہاتھ جوڑ
کر کہا۔

میں پھر کبھی اس شہر میں نہیں آؤں گا۔ کسی دوسرے شہر چلا جاؤں گا
۔آپ کو میں نے غلط سمجھا تھا۔ آپ لوگ تو دیوتا ہیں۔ میری خطا
معاف کر دیں۔

اور سوانا جھک کر دوتوں کو سلام کر کے باہر نکل گیا۔

حویلی سے باہر آتے ہی وہ بھاگ اٹھا۔ اس کی واقعی جان بچ گئی
تھی۔ اسے ہرگز یہ امید نہیں تھی۔ کہ یہ لوگ اسے زندہ چھوڑ
دیں گے۔ اول تو اسے پوری توقع تھی کہ عنبر اور ناگ اسے پہچان

لیں گے اور وہیں قتل کر دیں گے۔ لیکن نہ صرف کہ انہوں نے سوانا کو
پہچانا نہیں تھا بلکہ اسے معاف بھی کر دیا تھا۔ وہ یہی سمجھے کہ گوریلوں
نے ان لوگوں کو کرائے پر حاصل کیا تھا۔ اور ان کا براہ راست
گوریلوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ بھاگتا ہوا سیدھا اپنے شہر کے
باہر والے مکان میں پہنچا دروازہ بند کر کے وہ چارپائی پر گر پڑا اور
سوچنے لگا کہ اب وہ ماریا کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ صبح پہلی فرصت
میں اسے جا کر ختم کر دے گا۔ اپنے دوست فقیر گوریلے کی موت کا
بدلہ وہ اب ماریا سے لے گا۔

ادھر سوانا یہ سازش کر رہا تھا۔ ادھر عنبر اور ناگ حویلی میں رات بسر
کرنے کی سوچ رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ رات بسر کرنے کے
بعد صبح سویرے وہاں سے اپنے شہر والے مکان میں چلے
جائیں گے۔ اور ہر روز شہر کے باہر والے دروازے پر جا کر ماریا کے

آنے کی راہ دیکھا کریں گے۔ انہیں کچھ معلوم نہ تھا۔ کہ اسی حویلی کے تہہ خانے میں ماریا بے چاری بے یارو مددگار پڑی ہے۔

صبح ہوتے ہی وہ دونوں شہر چلے گئے۔ اور سوانا اپنے ساتھی کے قتل کا بدلہ لینے گھر سے نکل کر حویلی کی سمت روانہ ہو گیا۔ وہ اس وقت بھی اس بات پر بڑا خوش تھا کہ ماریا اس کی قید میں ہے اور دوسری بات یہ کہ عنبر اور ناگ نے اسے پہچانا نہیں۔ وگرنہ اس وقت وہ دوسری دنیا میں پہنچ گیا ہوتا۔

حویلی کے دروازے پر آ کر وہ رک گیا۔ اس نے احتیاط کی وجہ سے ادھر ادھر دیکھا جب اسے یقین ہو گیا کہ وہاں کوئی نہیں جو اسے دیکھ رہا ہو تو حویلی کی ڈیوڑھی میں داخل ہو گیا اس کا خیال تھا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ مگر ایک آدمی نے اسے دیکھ لیا تھا۔ اور وہ آدمی تھا موٹے مالک کا نمک حلال نوکر جس نے ایک بار ماریا کی جان بچائی

تھی۔ اس نے دور سے اپنے مکان کی ڈیوڑھی کے باہر کھڑے کھڑے دیکھا کہ سوانا جو کہ گنڈپ اور سوانگ کے ساتھ کبھی کبھی وہاں آیا کرتا تھا بڑے پراسرار انداز میں حویلی میں داخل ہو رہا ہے۔

وہ سوچنے لگا کہ یہ شخص کس مقصد کے لئے اس جگہ گیا ہے؟

نوکر سوچتا رہا سوچتا رہا۔ مگر چونکہ آدمی سیدھا سادا تھا۔ کچھ سمجھ نہ سکا اور سر کو جھٹک کر یہ خیال کر کے مکان سے باہر آ گیا کہ ہو سکتا ہے وہ اپنے کسی کام سے اندر گیا ہو۔ نوکر باہر گلی میں آ کر اپنے مکان کی ڈیوڑھی کے باہر بچھے ہوئے تخت پر بیٹھ کر کھجوروں کی گٹھلیاں دھونے لگا۔ وہ کھجوروں کی گٹھلیوں کو دھو کر انہیں پیس کر ایک دوا تیار کرتا تھا۔

اس وقت اس کا موٹا مالک گھر کے اندر گہری نیند سو رہا تھا۔

اب ذرا تہہ خانے میں چل کر دیکھتے ہیں کہ ماریا کس حال میں ہے۔

سوانا بری نیت لے کر تہہ خانے کے دروازے پر پہنچ گیا۔اس نے فیصلہ کیا کہ وہ تہہ خانے کی دیوار کے سوراخ میں سے جو کہ اس کا اکیلا روشن دان تھا۔اندر چیتھڑوں کا آگ لگا کر پھینک دے گا۔ساتھ ہی سوراخ کو بند کر دے گا۔تہہ خانے میں دھواں بھر جائیگا۔اور اس طرح دم گھٹنے سے ماریا ختم ہو جائے گی۔اور اس کا کلیجہ ٹھنڈا ہو جائیگا۔چنانچہ سوانا باورچی خانے میں پہنچا۔وہاں اس نے پرانے اور میلے کچیلے کپڑوں کا ایک گولا سا بنایا۔اسے زیتون کے تیل میں بھگویا۔اسے آگ لگا کر پھونک مار کر بجھایا اور لے کر تہہ خانے والے روشن دان کے پاس آ گیا۔چیتھڑوں کو پھونک مار کر بجھا دینے سے ان میں سے مسلسل دھوئیں کے بادل اٹھنے لگے تھے جو کہ سخت کڑوا اور بدبودار دھواں تھا۔روشن دان کے قریب آ کر سوانا نے وہ دھواں چھوڑتا گولا اندر پھینک دیا۔

ماریا تہہ خانے کی دیوار کے ساتھ لگ کر خاموش اور اداس بیٹھی تھی۔اس نے جب دیکھا کہ روشندان کے سوراخ میں سے ایک گولا نیچے گرا ہے۔جس میں سے دھواں اٹھ رہا ہے۔تو وہ پہلے تو ڈر گئی ۔کہ یہ کیا بلا نیچے آ گئی ہے۔پھر وہ اٹھ کر دھواں اگلتے گولے کے پاس آئی اور اسے پاؤں مار مار کر بجھانے لگی۔مگر وہ کمبخت ایسا گولا تھا۔کہ جوں جوں وہ اسے بجھاتی اس میں سے اور دھواں نکلنے لگتا۔

ماریا نے کھانسنا شروع کر دیا۔

باہر کھڑے سوانا کو ماریا کے زور زور سے کھانسنے کی آواز آئی تو وہ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔اور روشندان کے ساتھ منہ لگا کر بولا۔

یہ ہے میرا انتقام اے غیبی عورت میں نے اپنے ساتھی کے قتل کا بدلہ لے لیا ہے۔تمہارے بھائی یہاں آئے تھے۔بلکہ میں انہیں دھوکے سے یہاں لایا تھا۔انہوں نے میرے دوست کو ہلاک کر ڈالا

۔میں اس کی موت کا تم سے بدلا لے رہا ہوں۔اب تو یہاں سے بچ
کر نہیں جا سکتی۔ یہ دھواں تمہاری موت کو تمہارے قریب کر دے
گا۔ ہاہاہا۔۔۔۔ ہاہاہا۔

ماریا بے چاری پریشان ہو گئی۔ وہ سچ مچ موت کے پھندے
میں پھنس گئی تھی۔ دھوئیں سے تہہ خانہ آہستہ آہستہ بھرنا شروع
ہو گیا تھا۔ یہ دھوآں بے حد کڑوا اور کسیلا تھا۔ اس میں سانس لینا
مشکل ہو رہا تھا۔ ایک بار تو ماریا کی آنکھوں کے سامنے موت کی شکل
گھوم گئی وہ اپنے بھائیوں کے بارے میں سوچنے لگی۔ کاش ان میں
سے کسی کو خبر مل جائے کہ وہ کس حال میں ہے۔

ماریا کے بھائیوں کو تو خبر نہ مل سکی مگر اتفاق سے تخت پوش پر کھجور کی
گٹھلیاں دھوتے ہوئے نمک حلال نوکر کو ناک میں کڑوے دھوئیں کی
تیز بو محسوس ہوئی۔ اس نے سوچا یہ دھوئیں کی بو کس طرف سے آئی

ہے۔؟ شاید کوئی گھر میں آگ جلا رہا ہو گا۔ وہ خود ہی یہ خیال کر کے
چپکے سے بیٹھا رہا۔ ادھر تہہ خانے میں دھواں بھرنا شروع ہو گیا تھا۔
اور ماریا کے لئے سانس لینا مشکل ہونے لگا تھا۔ وہ زور زور سے
سانس لے رہی تھی۔ اور خدا سے دعا کر رہی تھی کہ یا خدا میں بیگناہ
ہوں تو مجھے اس مصیبت سے نجات دے۔

آخر خدا نے ماریا کی دعا قبول کر لی اور تخت پوش پر بیٹھے کام
کرتے نمک حلال نوکر نے محسوس کیا کہ دھوآں کہاں سے آ رہا ہے۔
اچانک اس نے دیکھا کہ گنڈپ حویلی کی پچھلی گلی میں سے دھوئیں کی
ہلکی ہلکی سی لکیر اٹھ کر آسمان کی طرف بڑھ رہی ہے۔ وہ ہوشیار ہو گیا
اب اسے سوانا کا بھی خیال آیا کہ وہ کس نیت سے تہہ خانے میں گیا
تھا۔ کہیں وہ حویلی کو آگ تو نہیں لگا رہا؟

اگر اس نے پاگل پن میں آ کر حویلی کو آگ لگا دی تو یہ سارا محلہ

جل کر راکھ ہو جائے گا۔ نوکر تیزی سے اٹھ کر حویلی کے پچھواڑے
والی گلی میں آ گیا۔ جہاں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ اس نے کیا دیکھا کہ
دھوئیں کی ایک لکیر سی تہہ خانے کے روشندان میں سے نکل رہی
ہے۔

اس نے روشندان کے پاس آ کر اس پر دو تین ہاتھ مارے۔ یہ
دیکھنے کے لئے کہ یہ ٹوٹا ہوا تو نہیں ہے پھر اس نے روشندان میں
سے اندر جھانکنے کی کوشش کی کہ کہیں اندر آگ تو نہیں لگی ہوئی ٹھیک
اس وقت ماریا کو زور سے کھانسی آ گئی۔ اوپر روشن دان کے سوراخ
سے لگے لگے نوکر نے کسی عورت کی کھانسی کی آواز سنی تو بڑا چونکا کہ یہ
عورت کی آواز نیچے سے کہاں سے آ گئی۔ کیونکہ ان لوگوں کے گھر میں
تو ایک مدت سے کبھی کوئی عورت نہیں آئی تھی۔ اس نے کان لگا
کر غور سے سنا۔ عورت کے کھانسنے کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ نوکر نے

منہ روشندان کے ساتھ لگا کر آواز دی۔

نیچے کون ہے؟

ماریا نے جو اوپر سے کسی کی آواز سنی تو بولی۔

میں ہوں۔ خدا کے لئے میری جان بچاؤ۔

نوکر نے ماریا کی آواز پہچان لی۔

کیا یہ تم ہو نیک دل دیوی؟

ہاں۔ یہ میں ہی ہوں جلدی سے نیچے آؤ اور مجھے یہاں سے
نکالو۔

نوکر بولا۔

ابھی آیا نیک دیوی ابھی آیا گھبرانا نہیں۔

نوکر چھلانگ لگا کر حویلی کی ڈیوڑھی میں آ گیا۔ یہاں سے لمبے
لمبے ڈگ بھرتا وہ صحن اور وہاں سے اس دروازے پر آ گیا جو نیچے

جانے والی سیڑھیوں میں کھلتا ہے۔ یہ دروازہ بند تھا۔ اور باہر تالا لگا ہوا تھا۔ سوانا اس دروازے کو بند کر گیا تھا۔ نوکر تالے کو دیکھ کر ایک پل کے لئے تو پریشان ہو گیا۔

پھر جلدی سے پتھر یا کوئی ایسی شے تلاش کرنے لگا جس کی مدد سے وہ اس تالے کو توڑ سکے۔

وہ لپک کر باروچی خانے میں آ گیا۔ وہ چونکہ گنڈپ کا ہمسایہ تھا اس لئے اس کے گھر چپے چپے کی خبر تھی یہاں سے وہ لوہے کی سلاخ لے کر بھاگتا ہوا باروچی خانے سے باہر آ گیا۔ سلاخ کو اس نے کنڈے کے اندر ڈالا اور پوری طاقت لگا کر اسے اپنی طرف کھینچ دیا۔ کھینچتے ہی کنڈی تالے سمیت دروازے سے باہر نکل کر گر پڑی۔ اس کے ساتھ ہی نوکر بھی نیچے گر پڑا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور دروازہ کھول کر تیزی کے ساتھ سیڑھیاں اترتا ہوا تہہ خانے کے دروازے پر آ گیا۔

اس دروازے پر بھی تالا لگا ہوا تھا۔

نوکر بھاگتا ہوا اوپر گیا اور اوپر سے ہی سلاخ لے کر نیچے آ گیا۔ اس کی مدد سے اس نے تالا توڑ دیا اور دروازے کو چوپٹ کھول دیا۔ دروازے کا کھلنا تھا کہ دھوئیں کا بادل نکلنے لگا نوکر نے ماریا کو آواز دی۔

نیک دیوی تم کہاں ہو۔ کیا تم زندہ ہو؟

ماریا ایک کونے میں لگ کر ناک کے آگے کپڑا رکھے بیٹھی تھی۔

اس نے کھانستے ہوئے کہا۔

ہاں میں زندہ ہوں بھائی۔

نوکر بولا۔

باہر نکل آؤ بہن دروازہ کھلا ہے

ماریا نے دیکھا کہ کمرے میں سے دھواں کافی نکل چکا تھا اور

دروازے میں سے روشنی اندر داخل ہو رہی تھی۔ وہ لپک کر کمرے
سے باہر نکل آئی۔ کھانستے کھانستے وہ فرش پر بیٹھ گئی اور بولی۔

بھائی پانی پلاؤ۔

نوکر بھاگ کر باورچی خانے میں گیا اور کٹورے میں پانی بھر کر
لے آیا۔

یہ لو پانی میں کہاں رکھوں؟ مجھے تم دکھائی نہیں دے رہیں۔

ماریا نے کہا۔

جہاں تم کھڑے ہو وہیں رکھ دو۔

نوکر نے اسی جگہ پانی سے بھرا ہوا کٹورا رکھ دیا اور خود پیچھے ہٹ کر
کھڑا ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ کٹورا ایک دم غائب ہو گیا۔ ماریہ نے
کٹورا اٹھا لیا تھا۔ اور اب وہ اس سے منہ پر پانی کے چھینٹے مار رہی تھی
۔ ماریہ کو پانی کے چھینٹے اور غرارے کرنے سے کچھ ہوش آیا اس نے

کٹورا زمین پر رکھ دیا اور بولی۔

تم نے میری ایک بار پھر جان بچائی ہے بھائی میں تمہارا یہ
احسان کبھی نہیں بھول سکوں گی۔ مجھے بتاؤ کہ یہ شخص جس نے مجھے اس
تہہ خانے میں بند کر کے دھواں بھر دیا کون تھا۔ اور کہاں پر رہتا ہے۔

نوکر نے کہا۔

بہن۔ پہلے تم اوپر چل کر کچھ دیر آرام کرو۔ کھانا وغیرہ کھاؤ۔
تمہیں بھوک لگ رہی ہوگی پھر میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔

ماریا نے کہا۔

میں اس آدمی کو اس کے گھر کو خوب جانتا ہوں بہن مگر پہلے تم اوپر چل
کر کچھ کھا لو۔

ماریا نوکر کے ساتھ اوپر حویلی کے کمرے میں آ گئی۔

وہ بستر پر آرام سے لیٹ گئی۔ اور نوکر اپنے گھر کی طرف کھانا لینے

چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ طشت میں ماریا کے لئے کچھ پھل روٹی
اور دودھ لے کر آ گیا۔ ماریا نے بڑے شوق سے کھانا کھایا دودھ پیا
اور خدا کا شکریہ ادا کرنے کے بعد نمک حلال نوکر کا بھی شکریہ ادا کیا
پھر اس نے دشمن کے بارے میں پوچھا جس نے اسے ہلاک کرنے
کی کوشش کی تھی۔ نوکر نے کہا۔

نیک دل بہن جس شخصیت نے تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی
تھی۔ اس کا نام سوانا ہے اور وہ یہاں سے دو محلے چھوڑ کر ایک گلی میں
رہتا ہے۔ وہ بھی یقیناً گنڈپ اور سوانگ سے ملا ہوا تھا۔ ضرور اسی
نے تمہارے بھائیوں کو یہاں دھوکے سے بلایا ہوگا اور پھر تمہیں تہہ
خانے میں بند کر کے اندر دھوئیں سے بھرے ہوئے چھیتڑے پھینکے
ہوں گے۔ کیونکہ میں نے اسے صبح اس حویلی کے اندر داخل ہوتے
دیکھا تھا۔ میں نے اسا کا پیچھا بھی کیا تھا۔ مگر وہ تہہ خانے کے

دروازے کو اندر سے بند کر کے نیچے اتر گیا تھا۔

ماریا نے پوچھا۔

اس شخص کی نشانی کیا ہے؟

نوکر نے کہا

اس کا سر گنجا ہے اور لوگ اسے سوانا چاچا کے نام سے پکارتے
ہیں وہ ذرا لنگڑا کر چلتا ہے اور بڑا باتونی ہے بڑی باتیں کرتا ہے۔

ماریا نے پوچھا۔

اس کا مکان کس قسم کا ہے اور یہاں سے کتنی دور ہے۔ میں اگر
وہاں جاؤں تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ یہ سوانا ہی کا مکان ہے؟

نوکر نے کہا۔

میری نیک بہن تمہیں اس طرح پتہ نہ چل سکے گا۔ کیوں نہ میں
تمہارے ساتھ چل کر تمہیں سوانا اپنے سامنے کھڑا دکھا دوں؟

ماریا نے خوش ہو کر کہا۔

اس سے بڑھ کر اور کونسی اچھی بات ہو سکتی ہے۔ اگر تم مجھے چل کر
اشارے سے بتا دو کہ یہی وہ شخص ہے جس نے میری جان لینے کی
کوشش کی تو میں تمہاری بے حد شکر گزار رہوں گی۔

نوکر بولا۔

میرے ساتھ آؤ بہن میں تمہیں سوانا کے مکان پہ لئے چلتا ہوں
۔تم میرے پیچھے پیچھے چلتی چلی آنا۔

بہت اچھا میرے بھائی۔

اور ماریا نوکر کے ساتھ حویلی سے باہر نکل آئی۔

خونی مکان

سوانا کا مکان شہر کے ایک گنجان آباد حصے میں تھا۔

یہ علاقہ اگرچہ گنجان تھا مگر شہر کے کنارے پر تھا۔ اور دیوار کے
پرلی جانب کھلے کھیت شروع ہو جاتے تھے۔ ماریا کو لے کر نوکر آگے
چل رہا تھا۔ وہ ماریا کو دیکھ تو نہیں سکتا تھا مگر سے اتنا معلوم تھا کہ ماریا
اس کے ساتھ ساتھ پیچھے چلی آ رہی ہے۔ ایک جگہ گلی کا موڑ گھومتے
ہوئے نوکر رک گیا۔ ماریا نے قریب آ کر کہا۔

میرے بھائی فکر نہ کرو۔ میں تمہارے پیچھے پیچھے چل رہی ہوں۔

ٹھیک ہے۔

نوکر پھر چل پڑا۔ چلتے چلتے آخر وہ اس بستی میں آ گئے جو شہر کے

کنارے پر تھی اور جس کی ایک گلی میں سوانا کا گھر تھا۔نوکر گھر کے
دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ماریا بھی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی
ہو گئی۔نوکر نے دروازے پر دستک دی۔
اندر سے ایک آدمی نے دروازہ کھول کر باہر دیکھا۔
کون ہے؟
نوکر نے کہا۔
مالک گھر پر نہیں ہیں کیا؟
وہ آدمی بولا۔
نہیں
اور اس نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔نوکر بے چارہ اس کا منہ
ہی دیکھتا رہ گیا۔ماریا نے آگے بڑھ کر نوکر کے کان میں کہا۔
میرے بھائی سوانا کا مکان یہی ہے ناں؟

نوکر بولا۔
ہاں۔ماریا بہن سوانا کا مکان یہی ہے۔
ماریا کہنے لگی۔
تو پھر بے شک چلے جاؤ۔اب میں جانوں اور میرا کام تم جا کر
آرام کرو۔
اگر تمہاری خواہش ہے تو میں چلا جاتا ہوں۔اگر تم کہو تو میں اس
وقت تک تمہارے پاس ہی رہوں گا۔جب تک کہ وہ بدبخت سوانا
نہیں آجاتا۔
نہیں بھائی۔تم واپس چلے جاؤ۔اب تمہارا کام ختم ہوتا ہے۔اب
میرا کام شروع ہوگا۔میں اپنا کام اچھی طرح جانتی ہوں۔
نوکر چلا گیا۔ماریا وہاں گلی میں اکیلی رہ گئی۔گلی میں کبھی کبھی کوئی
انسان گزر جاتا تھا۔ورنہ وہ سنسان تھی۔ماریا کو شرارت سوجھی اس

نے دروازے پر دستک دی۔اس آدمی نے ایک بار پھر دروازہ
کھولا کون بدتمیز ہے۔

ماریا خاموش رہی۔اس آدمی نے گلی میں ادھر ادھر جھانک
کر دیکھا وہاں اسے کوئی بھی نظر نہ آیا۔اس نے دروازہ بند کر لیا۔

ماریا نے ایک بار پھر دستک دی۔آدمی نے پھر دروازہ کھولا۔اب
وہ بڑ غصے میں تھا۔وہ دروازے میں سے نکل کر گلی میں آ گیا اور بولا۔

کون الو کا پٹھا ہے؟

ماریا اسی گھڑی کا انتظار کر رہی تھی۔جوں ہی وہ دروازے کو چھوڑ کر
گلی میں آیا۔ماریا جلدی سے مکان کے اندر داخل ہو گئی۔یہ ایک
ڈیوڑھی تھی۔ڈیوڑھی میں سے گزر کر ایک صحن آ گیا۔جیسا کہ اس
زمانے میں گھر ہوا کرتے تھے۔یہ ویسا ہی ایک گھر تھا صحن میں ایک
فوارہ لگا تھا جہاں سے پانی نہیں نکل رہا تھا۔فوارے میں زنگ لگا تھا۔
آمنے سامنے دو کمرے تھے۔

ماریا ایک کمرے کے پاس آ گئی۔کمرے کا دروازہ بند تھا۔باہر تالا
لگا تھا۔ماریا کمرے کے قریب آ گئی۔یہ دروازہ اندر سے بند تھا۔ماریا
کو جانے کیا سوجھی کہ اس نے دروازے کو آہستہ سے کھٹکھٹایا۔اس
عرصے میں وہ نوکر نما آدمی ڈیوڑھی کا دروازہ بند کر کے سیڑھی چڑھ کر
دوسری منزل میں چلا گیا تھا۔ماریا نے آہستہ سے دروازے پر دوسری
بار دستک دی۔اندر سے کسی نے ہولے سے کنڈی کھولی
اور دروازے میں ایک ڈاکو قسم کی سرخ آنکھوں والا چہرہ نمودار ہوا۔

کیا سونا آ گیا؟

ماریا خاموش ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔خونخوار آنکھوں والا
ڈاکو شاید یہ سمجھا تھا کہ گھر کے ملازم نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔جب
اس نے دیکھا کہ باہر تو کوئی بھی نہیں ہے تو وہ بڑا حیران سا ہوا۔

اور دروازہ بند کر کے اندر چلا گیا۔ ماریا نے دروازے پر کان لگا دیئے
کہ سنے تو سہی اندر کیا ہو رہا ہے۔ اسے ایک لڑکی کے سسکیاں بھرنے
کی آواز آئی۔ وہ چونکی ہو گئی۔ یہ اندر لڑکی کون ہے۔ یہ لڑکی رو کیوں
رہی ہے؟ ضرور ان لوگوں نے اس بے چاری کو زبردستی پکڑ کر گھر میں
بند کر رکھا ہوگا۔ اس کا پتہ چلانا چاہیے۔ ماریا نے اب کہ یہ کیا کہ
اینٹ اٹھا کر زور سے صحن میں ماری اینٹ کے شور کی وجہ سے اوپر سے
ملازم نے آواز دی۔

کون ہے نیچے؟

اور اس کے ساتھ ہی کمرے کا دروازہ بھی کھل گیا اور ڈاکو قسم کے
آدمی نے باہر نکل کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ارے یہ کس الو کے پٹھے نے اینٹ پھینکی ہے۔

اب نوکر بھی نیچے آ گیا۔ اور نوکر آپس میں حیرانی سے دیکھتے

ہوئے باتیں کرنے لگے۔

یہ کس نے اینٹ پھینکی تھی؟

جناب میں خود حیران ہوں۔

کم بخت تمہارے ہمسائے بڑے ذلیل لوگ ہیں یہ اینٹ
ہمسائے کی طرف سے آئی ہے۔ ورنہ یہاں کون اینٹ پھینک
سکتا ہے؟ باہر تو ہم دونوں کے سوا اور کوئی بھی نہیں ہے۔

نوکر نے کہا۔

جناب میں ابھی جا کر معلوم کرتا ہوں۔

نہیں نہیں اس وقت رہنے دو پھر جا کر معلوم کر لینا۔ ابھی سوانا بھی
نہیں آیا اس کو آ لینے دو۔

بہتر جناب۔

نوکر اوپر چلا گیا اور ڈاکو قسم کا آدمی کمرے کے اندر چلا گیا۔

اس عرصے میں ماریا کمرے کے اندر داخل ہوگئی تھی۔اس نے
اندر جا کر دیکھا کہ کمرے میں سرخ رنگ کا ایک قالین بچھا ہے۔اس
تخت پر ایک خوش شکل بھولی بھالی سی لڑکی لیٹی رو رہی ہے۔اس کے
دونوں ہاتھ اس کی پیٹھ پر بندھے ہوئے ہیں۔ماریا اسے دیکھ کر سمجھ گئی
کہ اس کا خیال ٹھیک تھا۔ان لوگوں نے اس لڑکی کو کہیں سے زبردستی
اغوا کیا ہے۔اور اب یا تو اسے کسی جگہ فروخت کرنے کا ارادہ رکھتے
ہیں اور یا اس کے باپ سے بھاری رقم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ماریا اس لڑکی کے سرہانے کی طرف جا کر قالین پر چپکے سے بیٹھ
گئی اور یہ دیکھنے لگی کہ وہ ڈاکو اندر آ کر اس سے کس قسم کی باتیں کرتا
ہے۔ڈاکو اندر آ کر لڑکی کے پاس تخت پر بیٹھ گیا اور نفرت سے
کہنے لگا۔

اگر تم نے رونا دھونا بند نہ کیا تو ہم تمہارے جسم کے ٹکڑے کر کے

انہیں چیل کوؤں کے آگے ڈال دیں گے۔

لڑکی بس روئے جا رہی تھی ڈاکو نے پھر گرج کر کہا۔

سوانا کو آ لینے دو۔میں ابھی تمہیں چھری سے زبح کرتا ہوں۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ڈاکو قسم کے آدمی نے
دروازہ کھولا۔اندر سوانا داخل ہوا۔ماریا کا خون اسے دیکھ کر کھول
اٹھا۔یہ اس کا دشمن تھا جس نے ماریا کو دوبارہ ہلاک کرنے کی سازش کی
تھی۔لیکن وہ ہر بار بچ گئی تھی سوانا کو دیکھ کر ڈاکو بولا۔

سنو سوانا۔یہ لڑکی اپنی ضد نہیں چھوڑتی۔بس روئے جا رہی
ہے۔میرا خیال ہے آج رات اگر اس نے رونا بند نہ کیا تو صبح اس کی
لاش کے ٹکڑے کر کے چیل کوؤں کے آگے ڈال دیں گے۔

سوانا نے تیز نظروں سے لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا۔

ٹھیک ہے تمہیں پورا حق حاصل ہے دوست تم اس لڑکی کے ساتھ

جو چاہو سلوک کر سکتے ہو۔ میں اس میں کوئی دخل نہیں دوں گا۔

ڈاکو بولا۔

ٹھیک ہے میں آج رات کو ہی اس کا کام تمام کر دوں گا۔ اس بک بک جھک جھک سے تو بہتر ہے ہم اس کا خاتمہ کر دیں کیونکہ یہ لڑکی ہمیں بہت تنگ کرے گی اور ہو سکتا ہے ہمارا بھانڈا ہی پھوڑ دے۔

سوانا کہنے لگا۔

میرا خیال ہے ہمیں ایک موقع اسے دینا چاہیے ہم اسے زرطاش کے حوالے کر دیتے ہیں اس سے اشرفیاں وصول کر لیتے ہیں۔ وہ جانے اور اس کا کام جانے۔

ڈاکو نے کہا۔

ہاں یہ تجویز بھی ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔

پھر وہ لڑکی کی طرف دیکھ کر بولا۔

تمہیں معلوم ہے زرطاش کون ہے؟ وہ ایک بہت خونخوار قسم کا جانور ہے۔ اس نے اب تک سینکڑوں عورتوں کو اغوا کر کے دوسرے شہروں میں لے جا کر غلام بنا کر فروخت کیا ہے۔ اس کی بیچی ہوئی عورتوں کا آج تک پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں گم ہو گئیں۔

سوانا نے کہا۔

ان عورتوں کو کالے پانیوں کے دور دراز جزیروں میں جلاوطن کر دیا جاتا ہے۔ وہ عورتیں ہمیشہ کے لئے اپنے گھروں سے الگ کر دی جاتی ہیں۔ ان کے گھر والوں کے لئے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مر جاتی ہیں تمہارا بھی یہی حال ہو گا۔

اب مظلوم لڑکی نے روتے ہوئے کہا۔

مجھ پر رحم کرو مجھ پر رحم کرو۔ میرے ماں باپ پر رحم کرو۔ وہ غریب ہیں۔ ان کا اس دنیا میں میرے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ میرا غم

وہ برداشت نہ کر سکیں گے۔ وہ مر جائیں گے۔

ڈاکو نے قہقہہ لگایا۔

وہ مر جائیں گے۔ تو کیا ہو جائے گا؟ ان کا مر جانا ہی بہتر ہے ہم تم پر بھی رحم نہیں کھا سکتے۔ تم ایک موٹی مچھلی ہو۔ ہم تمہیں کبھی نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم تمہاری بھاری قیمت وصول کریں گے۔ اگر تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو ہم تمہیں اسی وقت قتل کر دیں گے۔

مظلوم لڑکی سسکیاں بھرنے لگی۔

سوانا نے قہقہہ لگا کر کہا۔

تم ہزار کوشش کرو۔ مگر ساری زندگی یہاں سے بھاگنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ تم اب زندگی بھر کے لئے قید خانے میں آ گئی ہو۔ یہ گھر ایک قلعہ ہے جہاں چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔

ڈاکو نے کہا۔

سوانا اس غیبی عورت کا کیا بنا؟ تم نے بتایا ہی نہیں؟

سوانا بولا۔

اسے میں کمرے میں بند کر کے اندر دھواں چھوڑ آیا ہوں۔ وہ اب تک ہلاک ہو چکی ہو گی۔

ڈاکو نے کہا۔

بہت اچھا ہوا کہ اس غیبی عورت سے بھی پیچھا چھوٹا۔ کم بخت نے پریشان کر رکھا تھا۔ کہیں دکھائی ہی نہیں دیتی تھی۔ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ ابھی کہاں کھڑی ہے اور ابھی کہاں بیٹھی ہے۔

سوانا نے کہا۔

بھائی میرا نام بھی سوانا ہے۔ میں نے اپنے بہادر ساتھی کی موت کا اس ٹھیک ٹھیک بدلہ لینا تھا۔ سو لے لیا۔ مگر ابھی ہمارے دو دشمن اسی شہر میں باقی ہیں۔ ایک عنبر اور دوسرا ناگ ابھی ان دونوں کو بھی ختم کرنا

ہے کم بختوں کا پتہ نہیں چل رہا کہ وہ شہر میں کس جگہ پر ہیں۔

ڈاکو فرش پر پاؤں مار کر بولا۔

فکر نہ کرو وہ ہمارے ہاتھوں سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے وہ جہاں کہیں بھی ہوں گے ہم انہیں نکال کر باہر لے آئیں گے۔

سواتا نے کہا۔

مگر یار ایک نوجوان جادوگر ہے۔ جس وقت چاہے سانپ بن جاتا ہے اور دوسرے پر خنجر کا بھی زخم نہیں لگتا۔

ڈاکو بولا۔

یہ سب بکواس ہے۔ میں انہیں دیکھ لوں گا۔ میرے ہتھے ایک بار چڑھ گئے تو دیکھنا ایسا تگنی کا ناچ نچاؤں گا کہ ساری جادوگری بھول جائیں گے۔

سواتا بولا۔

ایسا ہی ہوگا۔

ڈاکو نے کہا۔

چلو اب ہم چل کر کھانا کھا لیں۔ اسے اس کے حال پر چھوڑو۔

چلو۔

دنوں ڈاکو باہر نکل گئے۔

اب کمرے میں ماریا اور وہ مظلوم لڑکی اکیلی رہ گئی۔ فرق صرف یہ تھا کہ مظلوم لڑکی کو یہ نہیں پتہ تھا۔ کہ اس کمرے میں ایک اور لڑکی ماریا بھی موجود ہے۔ جو اس کی ہمدرد ہے اور اسکی مددگار بن کر وہاں آئی ہے۔ لڑکی بے چاری تخت پوش پر بندھی پڑی تھی سسکیاں بھر کر روئے جا رہی تھی۔ ماریا اس کے قریب آ کر تخت پوش پر بیٹھ گئی۔

لڑکی نے محسوس کیا کہ کوئی شخص اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا ہے۔

مگر اسے کوئی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ ایک دم چپ ہو گئی

اب اسے اپنے جسم کے ساتھ کسی کا جسم لگتا محسوس ہوا۔ وہ کچھ خوف زدہ سی ہوگئی۔ ماریا نے اسے پریشان کرنا مناسب خیال نہ کیا۔ اس نے کہا۔

اے مظلوم لڑکی میری آواز سن کر حیران مت ہونا۔ میں تمہاری ہمدرد بن کر یہاں آئی ہوں۔

آواز سن کر مظلوم لڑکی کا رنگ خوف سے زرد پڑ گیا۔

کون کون ہو تم؟

ماریا نے کہا۔

میں وہی غیبی عورت ہوں جس کا ذکر یہ لوگ ابھی ابھی کر رہے تھے۔ میں نے ساری باتیں سن لی ہیں۔ میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔ ان لوگوں کی دشمن ہوں۔ مجھ سے خوف مت کھاؤ۔ میں بھی تمہاری طرح ایک لڑکی ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میں تمہیں

نظر نہیں آسکتی۔ تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں۔ لیکن میں تمہیں دیکھ رہی ہوں۔

مظلوم لڑکی نے پوچھا۔

مگر۔ مگر تم غائب کیوں ہو؟

ماریا نے آہ بھر کر کہا۔

یہ ایک راز ہے۔ گہرا راز۔۔۔۔ تم یوں سمجھ لو کہ مجھے کسی بہت بڑے جادوگر نے جادو کے زور سے غائب کر دیا ہے۔ اگر میں تمہیں نظر آجاؤں تو تم دیکھو گی کہ میں بھی تمہاری طرح ایک لڑکی ہوں اور تجھ میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مظلوم لڑکی نے کہا۔

دیوتا تم پر مہربان ہو میری نیک دل بہن۔ میری مدد کرو اور مجھے یہاں سے نکال کر میرے ماں باپ کے پاس لے چلو۔ وہ میری

جدائی میں غم سے مرجائیں گے۔

ماریا نے کہا۔

فکر نہ کرو میں تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گی مگر اس لئے ذرا عقل مندی سے کام لینا ہوگا۔ تم ذرا صبر کرو۔

اتنے میں دروازہ کھلا اور سوانا اور ڈاکو اندر آ گئے۔ وہ کھانا کھا چکے تھے۔ ماریا تخت پوش سے چپکے سے اٹھ کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوگئی۔ سوانا اور ڈاکو آپس میں دیر تک باتیں کرتے رہے پھر وہ کمرے سے باہر نکل کر باہر سے تالا لگا کر چلے گئے۔ ماریا بھی کمرے کے اندر پھنس کر رہ گئی۔

سوانا ڈاکو

مظلوم لڑکی اور ماریا کمرے میں اکیلی رہ گئیں۔

شام سے رات ہوگئی۔ دونوں ایک دوسری سے باتیں کرتی رہیں۔ مظلوم لڑکی نے ماریا کو بتایا کہ وہ ایک ایسے شہر کے رہنے والی ہے۔ جو یہاں سے ایک رات اور ایک دن کے فاصلے پر ہے۔

میرے ماں باپ بڑے غریب ہیں۔ میرا باپ بوڑھا ہے مگر پھر بھی کھیتی باڑی کرتا ہے اور ہمارا پیٹ پالتا ہے۔ یہ ڈاکو دو روز پہلے رات کو ہمارے گھر میں آئے۔ انہوں نے میرے ماں باپ اور ماں کو ستون کے ساتھ باندھ دیا اور مجھے زبردستی اٹھا کر یہاں لے آئے۔

اب یہ مجھے یہاں سے دوسرے شہر جا کر غلام بنا کر فروخت کرنا چاہتے

ہیں۔انہوں نے ایک بار مجھے کسی امیر کے ہاں بیچ دیا تو پھر میرے
لئے کبھی وہاں سے بھاگ کر واپس جانا ناممکن ہو جائے گا۔جانے
قسمت مجھے پھر کہاں سے کہاں لے جائے اور کہاں کہاں ٹھوکریں
کھاتی پھروں۔

ماریا نے کہا۔

تم فکر نہ کرو میری بہن میں تمہاری مدد کروں گی اور تمہیں ضرور
یہاں سے نکال کر تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچا دوں گی

ابھی وہ باتیں کر رہی تھی کہ ایک نوکر کمرے میں کھانا رکھ کر چلا
گیا۔انہوں نے مل کر جوار کی روٹی اور ساگ کی چٹنی کھائی۔باہر سے
کمرے کو تالا لگا دیا گیا تھا۔ماریا نے کہا۔

بہن اب صبح ہی یہاں سے نکل سکتے ہیں۔

لڑکی کہنے لگی۔

ماریا بہن اگر ہم یہاں سے بھاگ گئیں تو یہ ہمارا پیچھا کریں
گے۔

گھبراؤ نہیں یہ ہماری گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔میں تمہیں اپنے
گھوڑے پر بٹھاؤں گی تم مجھے گھر چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔اس کے بعد
میری زندگی مسلسل خطرے میں ہو گی۔یہ ڈاکو جس وقت اور جب
چاہیں مجھے وہاں سے اغوا کر کے لئے جا سکیں گے۔یہ لوگ ایک تلوار
بن کر میرے سر پر ہمیشہ لٹکتے رہیں گے۔اس طرح سے تو میری زندگی
عذاب بن کر رہ جائے گی۔

یہ بات تم نے ٹھیک کہی ہے۔اگر یہ بات ہے تو پھر میں تمہیں ان
پتھر دل خونی ڈاکوؤں کے حوالے نہیں کروں گی۔میں ان لوگوں کا کام
تمام کر کے ہی یہاں سے چلوں گی۔یہ لوگ خونی قاتل بھی ہیں۔

انہوں نے کئی لوگوں کو قتل کیا ہے۔یہ ہرگز ہرگز اس لائق نہیں ہیں کہ

ان پر رحم کیا جائے۔انہیں ان کے جرم کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔

باتیں کرتے کرتے لڑکی کو نیند آگئی وہ سو گئی ماریا بھی کونے میں
قالین پر نیم دراز ہو کر اونگھنے لگی۔وہ کئی روز کی تھکی ہوئی تھی۔اسے
بہت جلد نیند آگئی۔اور وہ گہری نیند سو گئی۔دونوں لڑکیاں کمرے میں
سو رہی تھیں۔فرق صرف اتنا تھا کہ ایک لڑکی نظر آ رہی تھی اور دوسری
لڑکی نظر نہیں آ رہی تھی۔رات آدھی گزر چکی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا
اور گھر کا مالک اندر داخل ہوا۔

اس کے ہاتھ میں شمع دان تھا۔جس میں ایک شمع جل رہی تھی۔

لڑکی کی آنکھ کھل گئی۔اس نے آہستہ سے ہاتھ سے ماریا کو ٹھوکا دیا اور
وہ بھی جاگ پڑی۔گھر کا مالک آگے بڑھ کر لڑکی کے بستر کے قریب
آیا اور کہنے لگا۔

چلو تمہاری قیمت کا فیصلہ کریں۔جس شخص کے پاس تجھے فروخت

کرنا تھا وہ یہیں گھر پر ہی آ گیا ہے۔

ماریا چونکی ہو گئی۔

کیا تم لوگ مجھ پر رحم نہیں کرو گے؟میں بے گناہ ہوں۔مجھ پر ظلم
کر کے تم لوگوں کو کیا ملے گا؟

اس شخص نے ڈانٹ کر کہا۔

خبردار آگے سے بک بک مت کرو۔جو میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی
کرو۔میرے ساتھ نکل کر چلو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہیں اسی جگہ ختم
کر دیا جائے گا۔

ماریا نے لڑکی کے کان میں آہستہ سے کہا۔

جس طرح ہی لوگ تمہیں کہتے ہیں ویسے ہی کرو۔

لڑکی نے ویسے ہی کیا وہ چپکے سے اٹھ کر گھر کے مالک کے ساتھ
چل پڑی۔ان دونوں کے کمرے سے باہر نکلتے ہی ماریا بھی وہاں

سے باہر آ گئی۔ اور گھر کے مالک اور لڑکی کے پیچھے چلتی دوسری منزل پر ایک کمرے میں آ گئی۔ جس کے فرش پر سرخ رنگ کا ایرانی قالین بچھا ہوا تھا۔ اس کمرے میں سوانا کے علاوہ ایک اور آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کی عمر پکی تھی۔ اور سر پر بال گھنگریالے تھے۔ اس کا پیٹ باہر کو پھولا ہوا تھا۔

مگر یہ تو گونگی ہے اور پھر پریشان ہے۔ ظاہر ہے اس کو تم لوگوں نے ابھی غلامی پر راضی نہیں کیا۔ یہ جس گھر میں بھی جائے گی وہاں پریشان رہے گی۔ اور ان لوگوں کو پریشان کرے گی۔ اسے خرید کر مجھے گھر میں کچھ عرصہ اس خوش رہنے کی مشق کرانی ہوگی۔ اس محنت کے میں پیسے کاٹ لوں گا۔

یہ گونگی نہیں ہے۔ میں اسے ابھی بلاتا ہوں۔

سوانا نے لڑکی کو زور سے آواز دی۔ مظلوم لڑکی نے ہاں کہہ کر

آگے سے جواب دیا سوانا نے بیوپاری سے کہا۔

دیکھو لڑکی بولتی ہے باقی تم یہ کہہ سکتے ہو کہ یہ ابھی خوش نہیں ہے۔ اس کے لئے میں تم سے ایک ہزار اشرفیاں کم لے لوں گا۔ لیکن اس سے کم پر راضی نہیں ہوں گا۔ کیونکہ اس سے زیادہ خوبصورت کنیز تمہیں سارے چین میں کہیں نہیں ملے گی۔

گھر کے مالک نے بھی کہا۔

جی ہاں۔ ہم نے بڑی محنت سے اپنی جان خطرے میں ڈال کر اسے چین کی ملکہ کے شاہی حرم سے اسے پکڑا ہے۔ وہاں تو چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی تھی۔ جہاں سے ہم اسے اٹھا کر لائے ہیں۔

لڑکی نے چیخ کر کہا۔

یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ میں ایک غریب کسان کی بیٹی ہوں میرا باپ ایک غریب کسان ہے وہ محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتا ہے یہ

لوگ مجھے زبردستی اٹھا کر لے آئے ہیں۔

سوانا نے مسکرا کر کہا۔

کبھی کبھی یہ کنیز اس قسم کی باتیں ضرور کرنے لگتی ہے۔

بیوپاری نے کہا۔

یہ باتیں خطرناک ہو سکتی ہیں۔ میں اس کی بھی رقم کاٹوں گا۔ کیونکہ مجھے گھر پر رکھ کر اس کنیز پر بڑی محنت کرنی پڑے گی۔ اس کا دماغ صاف کرنا ہوگا۔

سوانا نے کہا۔

میں پانچ ہزار سونے کی اشرفیوں سے ایک پائی بھی کم نہیں لوں گا۔ اگر آپ کو منظور ہے تو میں ابھی اس کنیز کو آپ کے ساتھ کئے دیتا ہوں۔ اگر آپ کو منظور نہیں تو پھر آپ کے پاس اسے فروخت نہیں کروں گا۔

ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ صرف اس لئے کہ کنیز اس میں شک نہیں بڑی حسین ہے اور مجھے اس میں تھوڑا بہت منافع مل جائے گا۔

کیا رقم مجھے ابھی ادا کرنی ہوگی؟

سونا نے کہا۔

رقم پوری کی پوری ابھی ادا کرنی ہوگی۔ اگر آپ نے رقم کا وعدہ کیا تھا۔ پھر ہم اس بات کی ذمے داری نہیں لے سکتے۔ ہم کسی دوسرے بیوپاری کے ہاتھ بھی اس کنیز کو فروخت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

بیوپاری نے مسکرا کر کہا۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم بیوپاری ہیں کوئی چور اچکے نہیں ہیں۔ ہم دولت ساتھ لے کر کاروبار کرتے ہیں۔ کنیز میرے حوالے کیجئے اور اپنی رقم وصول کیجئے۔

سوانا نے کہا۔

کنیز حاضر ہے۔

اب ماریا نے سوچا کہ اگر اس نے بیو پاری سے لڑکی کو چھینا تو یہ اس کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ کیونکہ اس کی رقم بھی ڈوب جائے گی۔ جبکہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ سزا صرف سوانا اور اس کے ساتھی کو ملنی چاہیے۔ جنہوں نے مظلوم لڑکی کو اغوا کیا تھا۔ ماریا نے آگے بڑھ کر کنیز کے دائیں جانب کھڑی ہوگی۔ یہاں دیوار کے طاق میں شمع روشن تھی۔ جس کی روشنی سارے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔

سوانا اور اس کا ساتھی کنیز لڑکی کو بیو پاری کے حوالے کر کے رقم وصول کرنے ہی والے تھے۔ کہ ماریا نے کمرے کے کونے میں سے ایک مٹی کا مٹکہ اٹھایا اور پوری طاقت سے گھر کے مالک کے سر پر دے مارا۔ مٹکہ ٹوٹ کر بکھر گیا اور مالک دھڑم سے گرتے ہی بے ہوش ہوگیا۔ سوانا اور بیو پاری تو خوف کے مارے اچھل کر پرے

ہو گئے۔ ماریا پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ لگ گئی اور سوانا کے عقب میں کھڑی ہوگئی۔ سوانا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ بیو پاری نے بھی خوف کے مارے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

سوانا کمرے سے باہر نکل گیا اور اس نے بیو پاری کو کہا کہ آپ بھی کمرے سے باہر آجائیں۔ اور بیو پاری بھی سوانا کے ساتھ کمرے سے باہر آگیا۔ کمرے میں رکھی ہوئی شمع پر ہاتھ مار کر سے بجھا دیا۔ اب کمرے میں ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ ماریا کو کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ کہ کنیز اور سوانا وغیرہ کہاں ہیں۔ اس کے لیئے انتہائی خطرناک تھا۔ کیونکہ ہو سکتا تھا۔ کہ سوانا دونوں ہاتھ پھیلا کر کمرے میں اسے ڈھونڈ رہا ہو۔ اگر اس نے ماریا کو اپنی شکنجے میں جکڑ لیا تو وہ اس سے اپنے آپ کو نہ چھڑا سکے گی۔

وہ تیزی سے سمٹ کر دروازے کے پاس آگئی۔

دروازہ کھلا تھا۔ ماریا دوازے سے باہر آ گئی۔ اسے کنیز لڑکی کی بڑی فکر ہو رہی تھی۔

اتنے میں سوانا لڑکی کو اسی آنکھوں کے سامنے لے کر بھاگ گیا اور وہ منہ تکتی رہ گئی تھی۔ اگر وہاں اندھیرا نہ ہوتا تو وہ کبھی ان لوگوں کو وہاں سے فرار نہ ہونے دیتی۔ سوانا نے بڑی پھرتی سے کام لیا تھا۔ ماریا کے پاس کوئی گھوڑا نہ تھا جس پر سوار ہو کر وہ ان لوگوں کا تعاقب کرتی۔ وہ حویلی سے باہر گلی میں آ گئی۔ گلی میں اندھیرا تھا ستاروں کی دھیمی دھیمی سی روشنی ہو رہی تھی۔

وہ جدھر سے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آئی تھی۔ ادھر کو بھاگنے لگی۔ اس خیال سے کہ جہاں تک وہ بھاگ سکتی ہے اسے پیچھا کرنا چاہیے مگر اب گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں آنا بند ہو گئیں تھیں۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ سوانا اور بیوپاری کنیز لڑکی کو لے کر وہاں سے

نکل چکے ہیں۔ ماریا اس بستی سے نکل کر تالاب کے کنارے آ گئی۔ یہاں وہ ایک جگہ درخت کے پاس کھڑی ہو گئی۔ جھک کر گھوڑوں کے سموں کے نشان دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر اندھیرے میں اسے کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

ظلم کی ناؤ

سورج کی روشنی پھیلی تو ماریا کو گھوڑوں کے سم نظر آ گئے۔
یہ نشان تالاب کے کنارے کنارے شہر سے شمال کی طرف ایک بستی کو جا رہے تھے۔ وہ ایک ایسی بستی کے کنارے پہنچ گئی۔ جہاں ایک ٹیلے کے سائے میں بہت سے ایک منزلہ مکان بنے ہوئے تھے۔ ان مکانوں کی دیواروں پر بڑے بڑے پتوں والی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں۔ وہ بڑے پراسرار مکان معلوم ہو رہے تھے۔ ماریا ایک مکان کے قریب آ کر رک گئی یہاں گھوڑوں کے سموں کے نشان گم ہو گئے تھے۔ کیونکہ بستی کی گلیاں پتھروں سے بنی ہوئی تھیں۔ اور پتھروں پر گھوڑوں کے سموں کے نشان نہیں پڑتے۔

دن نکل چکا تھا۔ بستی کے لوگ اپنے کام پر گھروں سے نکل کر جا رہے تھے۔ ماریا بڑی خاموشی سے بستی کے اندر داخل ہو گئی۔ سوانا اور بیوپاری کو چونکہ معلوم ہو گیا تھا کہ غیبی عورت ان کا پیچھا کر رہی ہے۔ اس لئے وہ بڑے چوکس ہو گئے تھے۔ انہوں نے کمال ہوشیاری سے گھوڑوں کو بھی کہیں غائب کر دیا تھا۔ ماریا نے ساری بستی کے گلی کوچوں میں گھوم پھر کر دیکھ لیا۔ اسے کسی جگہ گھوڑوں یا کنیز لڑکی کا سراغ نہ مل سکا۔

وہ تھک گئی۔ اسے بھوک اور پیاس بھی لگ رہی تھی۔ ایک جگہ اس نے دیکھا کہ کچھ عورتیں کنوئیں پر پانی بھر رہی ہیں۔

ماریا ان کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ وہ کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ اس لئے ان سے کیسے پانی پینے کے لئے مانگتی؟ وہ خود بھی نہیں پانی پی سکتی تھی۔ کیونکہ ہر عورت نے پانی کا گھڑا اپنے کندھے پر اٹھا رکھا

تھا۔آخر وہ کنویں کے پاس کھڑی ہو کر انتظار کرنے لگی۔ کہ یہ عورتیں
پانی بھر کر اپنے اپنے گھروں کو جالیں تا کہ بعد میں وہ آرام سے پانی
پی سکے۔عورتیں پانی بھر رہی تھیں۔اور باتیں بھی کر رہی تھیں۔ایک
عورت نے دوسری سے کہا۔

سناؤ۔تلسی تمہارا ابا باہر سے آیا ہے کہ نہیں؟

دوسری نے کہا۔

اری اس کا باپ تو باہر کہیں گھوڑے بیچ رہا ہوگا۔

تیسری بولی۔

نہیں بھئی۔اس کے بابا نے اب ترقی کر لی ہے وہ اب غلام اور
کنیزیں بھی بیچتا ہے۔

ماریا کے کان کھڑے ہوئے۔تلسی نام کی لڑکی خاموش تھی۔اور
کسی کے سوال کا جواب نہیں دے رہی تھی۔کیونکہ اس زمانے میں

لوگ غلام کنیزیں عام فروخت کیا کرتے تھے۔ابھی ایسا قانون نہیں
بنا تھا۔

جس کی وجہ سے غلاموں اور کنیزوں کا فروخت کرنا جرم قرار
دیا گیا ہو۔

تلسی پانی کا گھڑا سر پر اٹھائے چپکے سے ایک طرف چل پڑی۔

ماریا کو خیال آیا کہ اگر اس کا باپ غلاموں اور کنیزوں کی تجارت
کرتا ہے تو ہو سکتا ہے اس کا سوانا سے کوئی تعلق ہو اور وہ لوگ اسی لڑکی
کے گھر گئے ہوں ماریا نے تلسی نام کی لڑکی کا پیچھا کرنا شروع کر دیا
لڑکی پانی کا گھڑا سر پر اٹھائے بستی کی تنگ و تاریک گلیوں میں سے
ہوتی ہوئی ایک ایسے مکان کے اندر چلی گئی جس کی ڈیوڑھی کے باہر
ایک منگول چوکیدار نیزہ ہاتھ میں لیے پہرہ دے رہا تھا۔تلسی کے اندر
جاتے ہی پہرے دار نے دروازہ بند کر دیا۔ماریا نے سوچا کہ ایک

عام مکان کے باہر چوکیدار کی بھلا کیا ضرورت ہوتی ہے؟ ہو نہ ہو اس مکان میں ضرور کوئی راز ہے۔ اس نے اندر جانے کا فیصلہ کیا۔

لیکن منگول چوکیدار ڈٹ کر دروازے کے بیچ میں کھڑا تھا۔

یہاں سے بھی ماریا کو شک ہوا کہ ہوسکتا ہے۔ سوانا وغیرہ نے چوکیدار کو بھی خبردار کر دیا ہو کہ وہ دروازے سے بالکل نہ کھولے۔ کیونکہ ایک غیبی عورت اندر داخل ہونے کی کوشش کرے گی۔ بہر حال ماریا کا اندر جانا بہت ضروری تھا۔ وہ سوچنے لگی کہ اندر کیونکر داخل ہو۔ آخر اسے ایک تجویز سوجھی۔ اس نے ساتھ والے مکان کی ڈیوڑھی میں جا کر زور سے ایک چیخ ماری۔

چوکیدار نے چیخ کی آواز سنی تو دروازہ چھوڑ کر بھاگتا ہوا۔ ساتھ والے مکان میں آیا۔ اس عرصے میں ماریا لپک کر دروازے میں آئی اور اسے زور سا کھول کر اندر داخل ہوگئی۔ منگول چوکیدار نے ساتھ

والے مکان میں لاکھ ادھر ادھر دیکھا کہ جس عورت کی چیخ کی آواز آئی تھی وہ کدھر چلی گئی۔ لیکن وہاں کوئی عورت موجود نہ تھی۔

وہ واپس آ کر پھر سے پہرہ دینے لگا۔ وہ خبردار ہوگیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ماریا نے دیکھا۔ اندر سارے کمروں کے دروازے بند تھے۔

ایک بھی کمرہ ایسا نہیں تھا۔ جس کا دروازہ ذرا سا بھی کھلا ہو۔ اس لئے یہ پتہ چلانا بڑا مشکل ہوگیا تھا۔ کہ سوانا اور بیوپاری کہاں ہیں۔ میں اور انہوں نے مظلوم لڑکی کو کس طرح کمرے میں قید کر رکھا تھا۔

پھر بھی ماریا نے ہمت نہ ہاری اسے ہر حالت میں مظلوم لڑکی کو وہاں سے نکال کرا سکے ماں باپ کے گھر پہنچانا تھا۔ اس نے اس کو فیصلہ کر رکھا تھا۔ وہ یہ نیک کام کئے بغیر واپس نہیں جاسکتی تھی۔ حالانکہ اسے ابھی اپنے بھائیوں عنبر اور ناگ کو بھی تلاش کرنا تھا۔ وہ دبے پاؤں چلتی ہوئی ایک ایک کمرہ کا جائزہ لینے لگی۔ مکان میں صرف

چار کمرے تھے۔ چاروں کے چاروں بند تھے۔ ایک طرف سے
ماریا کو مچھلی تلنے کی خوشبو سونگھ کر اسکی بھوک چمک اٹھی۔ وہ باورچی
خانے کی طرف گئی یہاں ایک بھاری بھرکم سرخ آنکھوں اور ڈاکوؤں
جیسا آدمی چولہے پر کھڑا تھا۔

ماریا نے سوچا کہ اگر اس نے وہاں سے ایک بھی ٹکڑا اٹھایا تو اس
کو شک ہو جائے گا۔ کہ غیبی عورت یہاں بھی آ گئی ہے اور وہ یہاں
سے بھاگ جائیں گے۔ اور ماریا کو پھر دربدر پھر کر ان کا پیچھا کرنے
پڑے۔ اس لے ماریا چاہتی تھی۔ کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہونے
پائے۔ کہ وہ مکان کے اندر آ چکی ہے۔ اور ان لوگوں کی بے خبری میں
ہی وہ مظلوم لڑکی کو وہاں سے نکالنے کی کوشش کرے۔ بھوک تو اسے
بے حد لگی تھی لیکن وہ صبر کر کے باورچی خانے میں ایک طرف کھڑی
رہی۔ بھاری بھرکم ڈاکو نے تھالی میں مچھلی کیے ٹکڑے رکھے اور اسے

لے کر باورچی خانے سے باہر نکل گیا۔

ماری نے بھوک کا خیال چھوڑ کر اس آدمی کا یہ معلوم کرنے کے
لئے پیچھا کیا کہ وہ کس کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ چاروں کمروں
میں سے ایک کمرے کے باہر کھڑے ہو کر اس نے دروازے پر
آہستہ سے ہاتھ مارا۔ اندر سے آواز آئی۔

کون ہے؟

ڈگمبر۔

ٹھہرو۔

دروازے کا ایک پٹ تھوڑا سا کھلا سوانا کا چہرہ نمودار ہوا۔ ڈگمبر
جلدی سے اندر داخل ہو گیا۔ دروازہ اسی وقت بند کر دیا گیا۔ ماریا کو
سوانا کی شکل دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی گویا اس نے اپنا مقصد پا لیا تھا۔
اگر سوانا وہاں موجود تھا۔ تھا تو اس کا صاف مطلب یہ تھا۔ کہ کنیز لڑکی

بھی وہاں ضرور موجود ہوگی۔ وگرنہ ان لوگوں کو اتنی احتیاط کرنے اور
دروازے بند کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ماریا اب اس کمرے میں
داخل ہونے کے طریقے سوچنے لگی۔

وہ کوئی بے وقوفی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ کسی ایسے طریقے سے
اندر داخل ہونا چاہتی تھی۔ جس سے ان لوگوں کو ذرا بھی شک ہو
جائے۔ چنانچہ وہ باہر کھڑی ہوگئی۔ پھر وہ باورچی خانے میں آ گئی
اور یہاں اس نے رات کی باسی روٹی کے ساتھ تلی ہوئی مچھلی کا ایک
قتلہ کھا کر پانی پیا اور خدا کا شکر ادا کیا بھوک مٹ جانے سے اس میں
ایک تازگی و بشاشت آ گئی تھی۔ وہ باورچی خانے سے باہر نکل کر
دوبارہ اسی کمرے کے سامنے ایک سٹول پر آ کر بیٹھ گئی۔ جس کے اندر
سوانا اور مظلوم لڑکی بیٹھے تھے۔

تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور سب لوگ باہر

آ گئے۔ اب جو ماریا نے دیکھا تو ان میں بیوپاری بھی تھا۔ سوانا بھی
تھا بھاری بھرکم ڈاکو نما آدمی بھی تھا۔ اور مظلوم لڑکی کنیز بھی تھی۔ لیکن
کنیز لڑکی کو انہوں نے بے ہوش کر کے کاندھے پر ڈال رکھا تھا۔ ماریا
نے فوراً سٹول پرے اٹھ کر دوسری طرف کھڑی ہوگئی۔ وہ سمجھ گئی کہ
یہ لوگ کنیز کو فروخت کر یا تھا۔ صحن میں گھوڑے کھڑے تھے۔ ڈمبر
نے ماریا کے دیکھتے دیکھتے ایک گھوڑے پر آگے بے ہوش لڑکی کو ڈال
کر اوپر چادر ڈالی۔ پھر اسی گھوڑے پر خود سوار ہوا اور ڈیوڑھی سے باہر
نکل گیا سوانا اور بیوپاری سی جگہ کھڑے تھے۔

ماریا پریشان ہوگئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے
آخر اس نے بھاگ کر ایک گھوڑے کی باگیں پکڑ لیں اور اس پر جلدی
سے سوار ہوگئی۔

سوانا اور بیوپاری نے صحن میں کھڑے ایک گھوڑا غائب

ہوتے ہوئے دیکھا تو چیخ پڑے۔

کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ غیبی عورت اندر آ کر گھوڑے پر سوار ہو چکی ہے۔ ماریا کو ان پر بے حد غصہ آیا۔ اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اس سے پہلے کے منگول چوکیدار حویلی کا دروازہ بند کرے ماریا نے تیزی سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے مکان کی ڈیوڈھی سے باہر نکل چکی تھی۔ جاتے جاتے اس نے منگول چوکیدار کی گردن پر زور سے ہنٹر مارا۔ تو تیورا کر گر پڑا۔ سوانا اور بیوپاری جلدی سے مکان کے دروازے پر آ گئے۔ انہیں کچھ دیر تک ماریا کے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنائی دیتی رہی جب کہ گھوڑا انہیں نظر آ رہا تھا۔

بیوپاری نے کہا۔

اب کیا ہوگا۔ یہ غیبی عورت تو ڈاکو ڈگمبر کو زندہ نہیں چھوڑے گی۔ وہ اس سے کنیز بھی چھین لے گی۔ اور شاید ڈگمبر پر حملہ کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دے۔

سوانا نے مسکرا کر کہا۔

ہمیں کیا۔ ہم نے لڑکی کو ڈگمبر کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اس نے کنیز خرید لی ہے۔ اب وہ جانے اور اس کا کام جانے ہم نے اسے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ایک روح اس کا پیچھا کر رہی ہے اس نے کہا تھا کہ کوئی پرواہ نہیں۔ میں دیکھ لوں گا۔ اس روح کو بھی اب ٹھیک ہے۔ ہماری ذمہ داری تو ادا ہو گئی۔ اب وہ جانے اور اس کا کام جانے کیوں استاد کیسی رہی؟

بیوپاری نے کہا۔

اگر غیبی عورت نے ہم سے بھی بدلہ لینے کی کوشش کی تو ہم کیا کریں گے۔ ہم تو اس کے آگے بے بس ہیں۔ ہم تو کچھ بھی نہیں کر سکتے وہ تو ایک غیبی روح ہے غیبی بھوت ہے ہم انسانوں کا مقابلہ

تو کر سکتے ہیں مگر بھوت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

سوانا قہقہہ لگا کر کہا۔

ارے میں بڑے بڑے بھوتوں کو چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا ہے یہ

عورت کیا چیز ہے دیکھا نہیں وہ ہمارا پیچھا کر رہی تھی۔ اور ہمارا کچھ

نہیں بگاڑ سکی۔ آخر ہم نے لڑکی کا سودا کر ہی دیا۔ ڈگمبر سے اشرفیاں

بھی وصول کر لیں کیا یہ ہماری فتح نہیں ہے؟

ضرور ہے ضرور ہے مگر استاد سوانا تمہیں ایک بات بتائے دیتا

ہوں کہ یہ غیبی عورت ایک نہ ایک دن تم سے انتقام ضرور لے گی۔ میں

تو آج ہی شہر سے جا رہا ہوں پیچھے تم رہ جاؤ گے یہ عورت تمہیں کبھی

معاف نہیں کرے گی۔

سوانا نے بیوپاری کے کندھے پر زور سے ہاتھ مار کر کہا۔

تم احمق ہو تمہاری بات کا یقین نہیں کیا جا سکتا اور پھر غیبی عورت

سوانا بولا

بکواس بند کرو۔

بیوپاری مسکراتا ہوا گھوڑے پر سوار ہوا اور حویلی سے باہر نکل گیا

سوانا کچھ دیر وہاں کھڑا رہا اس کی باتوں پر غور کرتا رہا۔ کہیں وہ سچ تو نہیں کہہ رہا ہو۔ کہیں سچ مچ اس کی موت غیبی عورت کے ہاتھوں تو نہیں لکھی؟ پھر اس نے اپنے سر کو جھٹک دیا اور حویلی سے باہر نکل آیا ساتھ والے مکان میں جا کر اس نے ایک گھوڑا حاصل کیا اس پر سوار ہوا شہر والی گنڈپ کی پرانی حویلی کی طرف روانہ ہو گیا۔

دوسری طرف ماریا گھوڑا دوڑائے ڈاکو ڈگمبر کا تعاقب کر رہی تھی۔ ڈگمبر شہر سے باہر نکل کر اس سڑک پر آ گیا تھا کہ وہ کسی نہ کسی طرح چین کی سرحد پار کر کے وہاں سے فرار ہونا چاہتا تھا۔ مگر وہ اس طرح ایک بے ہوش لڑکی کو ساتھ لے کر سرحد پار نہیں کر سکتا تھا۔ ضرور

راستے میں کہیں نہ کہیں وہ اپنے ساتھیوں کی مدد لے گا۔ ماریا یہ سوچ کر اس کا کچھ فاصلہ پر سے برابر پیچھا کر رہی تھی۔ اس نے قسم کھا رکھی تھی وہ مظلوم لڑکی کو ان ظالموں ک پنجے سے ضرور نجات دلائے گی۔

سانپ آ گیا

اب ذرا عنبر اور ناگ کی خبر بھی لی جائے کہ وہ کس حال میں ہیں۔

عنبر اور ناگ شہر کے ایک سرائے میں رہ رہے تھے۔ وہ دن میں ایک بار گنبد والی حویلی کا چکر ضرور لگاتے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ کہیں ماریا تو نہیں آ گئی۔ انہیں ماریا کا شدید انتظار تھا۔ وہ اسی کے لئے وہاں بیٹھے تھے۔ ورنہ وہ اس ملک کو چھوڑ کر جاپان جانے کے ساری تیاریاں مکمل کر چکے تھے! ایک روز عنبر جا کر حویلی کا چکر لگاتا اور ایک دن ناگ جا کر وہاں پتہ کر لیتا۔ وہ موٹے کے پرانے نمک حلال نوکر سے بھی ملتے ایک روز وہاں عنبر پہنچا تو نوکر نے بتایا کہ ماریا آئی تھی اور پھر چلی گئی۔

عنبر نے پوچھا۔

کیا تمہاری اس سے ملاقات ہوئی تھی؟

نوکر نے کہا۔

سوانا بھی یہاں موجود تھا۔ اس نے ماریا کو ایک تہہ خانے میں بند کر کے اندر دوسری بار پھر آگ لگا دی تھی۔ اگر میں ماریا کی مدد نہ کرتا تو وہ اس بار ضرور ختم ہو جاتی۔

پھر کیا ہوا۔

نوکر بولا۔

پھر یہ ہوا کہ عین وقت پر مجھے پتہ چل گیا کہ نیچے تہہ خانے میں ماریا بند ہے اور وہاں سے دھواں نکل رہا تھا۔ میں نے فوراً وہاں پہنچ کر ماریا کو اندر سے باہر نکالا۔ اس کے بعد ماریا وہاں سے چلی گئی اور پھر اس سے میری ملاقات نہیں ہوئی۔

عنبر نے نوکر سے کہا۔

دوست تم بڑے نیک انسان ہو۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ
تم نے میری بہن کی جان بچائی۔ میں جا رہا ہوں پھر آؤں گا۔ اگر اس
عرصے میں ماریا آئے تو اسے لے کر سرائے میں آ جانا۔ ہم لوگ
وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

نوکر نے کہا۔

بہت اچھا جناب میں ضرور وہاں آ جاؤں گا۔ آپ بالکل فکر نہ
کریں۔

عنبر واپس آ گیا ہے۔ اس نے ناگ کو ساری کہانی سنا دی۔

ناگ نے کہا۔

یہ سوانا کم بخت بڑا ظالم آدمی ہے۔ اگر میرے ہتھے چڑھ گیا تو
میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اسنے دوسری بار میری بہن کی جان

لینے کی کوشش کی ہے۔

عنبر نے کہا۔

سوانا نے کئی لوگوں کو قتل کیا ہے۔ وہ ایک خونی ڈاکو ہے۔ اس نے
ہزاروں عورتوں کو غلام بنا کر فروخت کر دیا ہے۔ اور کئی گھروں کے
چراغ گل کر کے انہیں برباد کیا ہے۔ وہ خانقاہ میں یہی کام کرتا تھا۔
میرا خیال ہے وہ یہاں سے خانقاہ میں چلا گیا ہوگا۔

ناگ نے کہا۔

اگر مجھے وہ کہیں مل گیا تو پھر اس کی خیر نہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ تم
سرائے میں ٹھہرو گے۔ میں واپس خانقاہ میں جا کر اس کام تمام کر کے
واپس آتا ہوں۔

عنبر بولا۔

نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ میں یہاں اکیلا رہ کر تمہارا انتظار

نہیں کر سکتا۔ ہو سکتا ہے ماریا جلدی واپس آ جائے اور ہمیں یہاں
سے کوچ کرنا پڑے

رات کو ناگ دوبارہ گنبد والی حویلی کی طرف گیا۔

آج رات حویلی کا چکر لگانے کی اس کی باری تھی اس نے سیدھا
وفادار نوکر کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا نوکر وہاں نہیں تھا۔ وہ اپنے مالک
کے ساتھ دوسری بستی میں گیا ہوا تھا۔ ناگ نے سوچا کیوں نہ وہ
گنبد والی حویلی میں خود جا کر معلوم کرے کہ ماریا وہاں موجود ہے یا
نہیں اسے ماریا سے ملنے کی کوئی زیادہ امید نہیں تھی پھر بھی وہ حویلی کا
بڑا دروازہ بند ہے وہ سمجھ گیا کہ سوانا وہاں پہنچ گیا ہے اس کا خون غصے
سے کھول اٹھا۔ سوانا اس کی بہن کا دشمن تھا۔ اس نے اس کی بہن ماریا
کو دو بار ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ ناگ غصے میں دروازہ
کو کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔

دروازہ اندر سے بند تھا۔ ناگ نے سوچا کہ پچھلے دروازے سے
اندر داخل ہونا چاہیے۔ چنانچہ وہ حویلی کے عقبی دروازے پر آ گیا۔ یہ
دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ ناگ دروازے میں داخل ہو گیا تھا۔ اندر
راہداری میں اندھیرا تھا۔ وہ دبے پاؤں آگے بڑھنے لگا۔

ایک جگہ اسے ہلکی سی روشنی نظر آئی۔ یہ روشنی ایک کمرے میں سے
باہر آ رہی تھی۔ اس نے کمرے کے دروازے میں سے اندر جھانکا اندر
سوانا موجود تھا۔ وہ ایک چمڑے کے تھیلے میں سونے کی اشرفیاں ڈال
رہا تھا۔ یہ وہ اشرفیاں تھیں جو اس نے کنیز لڑکی کو فروخت کر کے حاصل
کی تھیں ناگ نے محسوس کیا کہ سوانا وہاں سے بھاگنے کی تیاریاں کر
رہا ہے۔ اپنی بہن کے قاتل کو سامنے دیکھ کر ناگ کا خون کھول اٹھا۔
اس نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اسے
یوں محسوس ہوا جیسے سوانا نے ماریا کو قتل کر دیا ہے۔ اور اب وہاں سے

بھاگ رہا ہے۔

ناگ نے ذرا پرے ہٹ کر دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنا سانس زور سے اوپر کی طرف کھینچا جب اس نے سانس چھوڑا تو وہ انسان سے سانپ بن چکا تھا۔ سانپ بن کر ناگ زمین پر رینگتا ہوا سوانا کے کمرے میں داخل ہو گیا وہ دیوار پر چڑھ گیا دیوار سے ہو کر ناگ چھت پر اس جگہ آ گیا جہاں نیچے سوانا تھیلے میں اشرفیاں ڈال رہا تھا۔ ناگ نے فوراً وہاں سے چھلانگ لگائی اور ایک دم سوانا کے سر پر گرا اور گرتے ہی اس کی گردن میں اپنا کنڈل ڈال کر اپنا پھن پھیلا کر سوانا کے منہ کے آگے کر دیا۔ سوانا نے سانپ کو گلے میں لٹکتے اور اس کا خوف ناک آنکھوں والا پھن اپنی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے دیکھا۔ تو اس کی تو جان ہی نکل گئی۔

اب ناگ نے زبان کھول کر کہا۔

سنو تم میری بہن ماریا کے دشمن ہو میں ماریا کا بھائی ناگ ہوں تم مجھے جانتے ہو۔ مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ میں اس غیبی عورت کا بھائی ہوں جس کا نام ماریا ہے اور جسے تم نے ایک بار ارژنگ کے ساتھ مل کر اور دوسری بار اکیلے تہہ خانے میں بند کر کے قتل کرنے کی سازش کی تھی۔ اب تم میرے قابو میں ہو اب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا

سوانا نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

بھائی مجھے معاف کر دو میں بے گناہ ہوں۔

ناگ نے کہا۔

کیا تم اس لئے بے گناہ ہو کہ تم نے میری بہن کو تہہ خانے میں بند کر کے آگ لگا دی تھی؟ اگر ہمارا دوست اس کی مدد کو نہ پہنچتا تو تم اسے جلا کر بھسم کر چکے تھے۔ میں تمہیں ہرگز معاف نہیں کروں گا ہرگز ہرگز معاف نہیں کروں گا۔ تم نے خانقاہ میں بیٹھ کر نہ جانے کتنی بھولی

بھالی معصوم لڑکیوں کی زندگیاں برباد کی ہیں۔ میں ان تمام معصوم اور بیگناہ بچیوں کا تم سے بدلہ لوں گا۔ بتاؤ تم نے ماریا کو کہاں قتل کیا ہے جلدی بولو۔

سوانا نے کہا۔

مجھ سے قسم لے لو ماریا زندہ ہے وہ مری نہیں وہ زندہ ہے۔

ناگ نے پوچھا۔

تو پھر کہاں ہے؟

وہ۔۔۔۔۔۔وہ یہاں سے جا چکی ہے۔

ناگ اپنا پھن سوانا کے منہ کے پاس لے آیا اور اپنی لال زبان لہر کر بولا۔

سچ سچ بتاؤ وہ کہاں گئی ہے۔ نہیں تو ابھی تمہیں ختم کیئے دیتا ہوں یاد رکھو میرا ڈسا پانی نہیں مانگتا۔ تم نے اپنے ایک ساتھی کو میرے زہر

سے ہلاک ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

سوانا نے محسوس کر لیا تھا۔ کہ اس نے سچ نہ بولا تو اس کی خیر نہیں چنانچہ وہ کہنے لگا

اس وقت ماریا ڈگمبر نام کے ایک ڈاکو کا پیچھا کر رہی ہے جو ایک اغوا کی ہوئی چینی لڑکی کو لے کر دیوار چین کی طرف جا رہا ہے۔ میں نے اس لڑکی کو ڈگمبر کے ہاتھ فروخت کیا ہے۔ یہ اشرفیاں میں نے اس لڑکی کو بیچ کر حاصل کی ہیں۔

ناگ نے پوچھا۔

مگر ماریا اس ڈاکو کا پیچھا کیوں کر رہی ہے؟

سوانا نے کہا۔

ماریا اس مظلوم لڑکی کو بچانا چاہتی ہے۔

ناگ بولا

کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔

سوانا کہنے لگا۔

اگر میں جھوٹ بولوں تو دیوتا مجھ پر اپنا عذاب نازل کریں۔

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں سچ بول رہا ہوں۔ ماریا اس ڈاکو کا پیچھا
کر رہی ہے۔

ناگ نے پوچھا۔

کیا وہ دیوار چین کی طرف جا رہا ہے؟

سوانا نے کہا۔

ہاں وہ ملک کی سرحد عبور کر کے منگولیا جانے کا ارادہ رکھتا ہے
جہاں وہ اس لڑکی کو منگول سردار کے آگے پیش کر کے انعام حاصل کرنا
چاہتا ہے۔

ناگ نے کہا۔

وہ سرحد کس طرح پار کر سکتا ہے کیا وہ اتنے لمبے سفر میں کسی جگہ بھی
نہیں رکے گا۔

سوانا نے کہا۔

یہاں سے دو روز کے سفر کے بعد وہ ایک جنگل میں ٹھہرے گا۔
جہاں اس کے ساتھی اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اسے سرحد پار
کرانے میں اس کی مدد کریں گے۔

سمجھ گیا اب بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔

سوانا نے کانپتے ہوئے کہا۔

مجھے معاف کر دو۔ میں توبہ کرتا ہوں۔

ناگ بولا۔

تم جھوٹ بولتے ہو تم جس جس بے گناہ کو قتل کر چکے ہو اس کا بدلہ
تم سے کون لے گا؟ تم نے ہزاروں گھروں کو برباد کیا ہے اور آگے چل

کرتم زندہ رہ تو نہ جانے کتنے اور گھروں کے چراغ گل کرو گے۔
کتنے گھروں کو برباد کرو گے۔

سوانا نے کہا۔

نہیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔

ناگ بولا۔

تمہارا کوئی اعتبار نہیں۔ اس لئے تمہارا مر جانا ہی بہتر ہے۔

نہیں نہیں مجھے مارو نہیں۔

کیا تم نے ان لوگوں پر ترس کھایا تھا۔ جو تم سے ہاتھ جوڑ جوڑ کر التجا کرتے رہے کہ ہمیں قتل نہ کرو۔ مگر تم نے تلوار سے انکے ٹکڑے اڑا دیے۔ تم نے اس مظلوم لڑکی پر رحم کھایا تھا جسے تم نے ایک ڈاکو کے ہاتھ فروخت کر دیا اور جس کو بچانے کے لئے بے چاری ماریا در بدر کی ٹھوکریں کھا رہی ہے؟ تمہارا ایک ہی ٹھکانہ ہے اور وہ ہے

جہنم۔۔۔۔۔۔اور میں تمہیں جہنم پہنچانے میں مدد کروں گا۔

اس کے ساتھ ہی سانپ نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ لپک کر سوانا کے چہرے پر ڈس دیا۔ سوانا کے دونوں ہاتھوں سے ناگ کی گردن کو پکڑ لیا مگر اب اس میں وہ طاقت نہیں رہی تھی اگر پہلے بھی وہ سانپ کو پکڑ لیتا تو اسے قابو نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ ناگ میں سانپ بن جانے کے بعد بہت ہی طاقت آ جاتی تھی ۔ اگر وہ اسے ہاتھوں میں پکڑ کر دبانے کی کوشش کرتا تو ناگ اس کا گلا گھونٹ کر اسے ہلاک کر دیتا۔ زہر نے سوانا کے سارے جسم میں پھیل کر اسے ختم کرنا شروع کر دیا۔ پہلے اس کی آنکھیں سفید ہوئیں پھر ٹانگیں تھر تھر کانپنے لگیں اور زمین پر دھڑام سے گر پڑا اور گرتے ہی مر گیا۔

سانپ دوبارہ انسان کی شکل میں آ گیا۔

اس نے سونے کی اشرفیاں کا تھیلا اٹھایا اور چپکے سے حویلی کے

عقبی دروازے سے نکل کر واپس سرائے کی طرف چل پڑا سرائے
میں آکر اس نے عنبر کے آگے اشرفیوں کا تھیلا رکھ دیا اور کہا۔

یہ لو بھائی ماریا کا پتہ چل گیا ہے کہ وہ کہاں ہے اور یہ جاپان کے
سفر کا خرچ بھی آگیا۔

عنبر نے تعجب سے پوچھا۔

کیا مطلب؟ یہ اشرفیاں کہاں سے لائے ہو؟

ناگ نے کہا۔

عنبر بھائی ماریا کے دشمن سوانا کو بھی ہلاک کر آیا ہوں۔ اور یہ
اشرفیاں بھی لے آیا ہوں۔

بھائی کھل کر بات کرو کہ اصل قصہ کیا ہے۔

ناگ نے سارا قصہ عنبر کو سنا دیا۔ عنبر بڑا خوش ہوا کہ اس نے ماریا
کے دشمن کا خاتمہ کر دیا ہے اور یہ بھی پتہ چلا لیا ہے کہ ماریا اس وقت

کہاں ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اب دیر نہیں کرنی چاہیے ماریا کی
تلاش میں اس کے پیچھے جلد از جلد روانہ ہو جانے چاہیے۔ کہیں وہ
بیچاری کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے کیونکہ اس ڈگمبر ڈاکو کو بھی
معلوم ہو گیا ہے کہ ایک غیبی عورت اسکا پیچھا کر رہی ہے۔

ہم منہ اندھیرے ہی یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ منہ اندھیرے اٹھ کر عنبر اور ناگ نے منہ ہاتھ
دھویا۔ سرائے والے کو پیسے ادا کیئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر ناشتہ
کرنے کے بعد شہر سے باہر نکل آئے۔

شہر سے باہر آ کر وہ اس کی پکی سڑک پر ہو لئے جو دارالحکومت سے چین کی مشرقی سرحد دیوار چین کی طرف جاتی تھی۔ وہ دونوں اس سڑک پر پہلے بھی سفر کر چکے تھے۔ انہیں سارے راستے کی خبر تھی۔ دن چڑھا تو دونوں دوست اور بھائی شہر سے بہت دور نکل چکے تھے۔ اور ایک جنگل میں سے گزر رہے تھے۔

کو ہوش آ گیا۔اس نے دیکھا کہ وہ گھوڑے پر آگئے پڑی ہے اور
ڈاکو اسے بھگائے لئے جا رہا ہے۔ڈاکو نے بھی دیکھ لیا کہ لڑکی کو ہوش
آ گیا ہے۔لڑکی نے سہمے ہوئے کہا۔

مجھے چھوڑ دو۔مجھ پر رحم کرو۔

ڈاکو نے قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

پتھر سے دودھ نکالنے کی کوشش نہ کرو۔میں پیشہ ور مجرم ہوں
۔ڈاکو ہوں غلام فروش ہوں میں سینکڑوں عورتوں کو اغوا کر کے
فروخت کر چکا ہوں۔کئی لوگوں کو قتل کر چکا ہوں۔میں نے آج تک
کبھی کسی پر رحم نہیں کھایا۔رحم کے لفظ سے میں واقف نہیں ہوں۔میں
نے تمہیں سونا دے کر خریدا ہے۔اور اب اپنے منگول سردار کی
خدمت میں پیش کر کے بہت بڑا انعام حاصل کروں گا۔میں اتنا احمق
نہیں ہوں کہ ہاتھ آئی ہوئی سونے کی چڑیا کو پھر سے اڑ جانے کی

اجازت دے دوں۔

کنیز نے روتے ہوئے کہا۔

میں ایک غریب ماں باپ کی بچی ہوں میری ماں اور میرا باپ
میرے غم میں مر جائیں گے۔مجھ پر نہیں تو ان کے بڑھاپے پر ہی رحم
کرو۔

ڈگمبر نے قہقہہ لگایا۔

ہاہاہا۔میں رحم کرنا نہیں جانتا۔اگر تم نے رونا بند نہ کیا تو میں تمہیں
دریا میں پھینک کر ایسے غوطے لگاؤں گا۔کہ تمہیں نانی یاد آ جائے گی۔
اور یاد رکھو مجھ پر تمہارے رونے دھونے کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔میں نے
ایسی کئی عورتوں کو روتے دیکھا ہے۔میں تمہارے ماں باپ کو بھی جا
کر قتل کر سکتا ہوں میں نے بوڑھوں پر بھی کبھی ترس نہیں کھایا۔اس
لئے چپکے سے لیٹی رہو اور میرے ساتھ سفر کرتی رہو۔

کنیز چپ ہوگئی۔

وہ سمجھ گئی تھی کہ رونا پیٹنا بے کار ہے۔ وہ اس ظالم ڈاکو سے بچ نہیں سکتی۔ اس نے اپنے آپ کو قسمت کے حوالے کر دیا۔ دریا کو پار کرنے کے بعد ایک وادی آ گئی جگہ جگہ بڑی بڑی چٹانیں کھڑی تھیں۔ اس وادی میں ایک چٹان کے پیچھے ایک جھونپڑی سی بنی ہوئی تھی۔ ڈاکو ڈگمبر اس جھونپڑی کی طرف مڑ گیا جھونپڑی جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی۔ اور دور سے ایسے لگتا تھا جیسے جھونپڑی کہیں نہیں ہے۔ بلکہ جھاڑیاں ہی جھاڑیاں ہیں یہ ڈاکو کی ایک کمین گاہ تھی۔ یہاں اس کے دوسرے ساتھی اس کا انتظار کر رہے تھے۔

ڈگمبر چٹان کے پاس آ کر ٹھہر گیا۔ وہ یہ معلوم کر کے تسلی کرنا چاہتا تھا۔ کہ کیا جھونپڑی میں اس کے آدمی موجود ہیں؟ کہیں کوئی غیر آدمی تو وہاں نہیں؟ اس نے منہ سے سیٹی کی خاص آواز نکالی۔ دوسری

طرف سے بھی اس قسم کی سیٹی کی آواز سنائی دی۔ اور پھر جھونپڑی میں سے تین ڈاکو نکل کر باہر آ گئے۔ ان کی شکلیں دیکھ کر ڈگمبر ان کی طرف بڑھا۔ قریب پہنچ کر وہ گھوڑے سے اتر پڑا۔ تینوں ڈاکوؤں نے اس سے ہاتھ ملائے۔

ڈگمبر بولا۔

اس لڑکی کو اتار کر اندر لے آؤ۔

ڈاکوؤں نے کنیز لڑکی کو زبردستی گھوڑے سے اتارا اور اسے گھسیٹتے ہوئے اندر لے گئے۔ ڈگمبر نے گھوڑا ایک طرف جھاڑیوں میں باندھا اور وہ بھی اندر چلا گیا۔ جھونپڑی میں لکڑی کے تخت پوش بچھے ہوئے تھے۔ کونے میں آگ جل رہی تھی۔ جس پر گرم گرم قہوہ ابل رہا تھا۔ ڈاکوؤں نے ڈگمبر کو قہوہ پیش کیا۔ منہ ہاتھ دھو کر قہوہ پینے کے بعد وہ تازہ دم ہو گیا۔ اس نے پوچھا۔

اب یہ بتاؤ کہ سرحد پار کرنے کا کیا بندوبست ہوا ہے؟

ایک ڈاکو بولا۔

سارا معاملہ ٹھیک ٹھاک ہے۔ ہر شے تیار ہے۔ دیوار چین کے پاس پہلے گاؤں میں ہمارے آدمی آپ کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ وہ آپ کو اس لڑکی کیساتھ دیوار کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف لے جائیں گے۔ وہاں ایک جگہ پہ انہوں نے ایک سرنگ کھود رکھی ہے۔ یہ سرنگ دیوار کی ایک جانب سے چل کر دوسری جانب نکل جاتی ہے اس میں سے گزر کر آپ سرحد کی دوسری جانب نکل جائیں گے۔ پھر آپ آزاد ہوں گے۔ اور آپ کو کوئی نہیں پکڑے گا۔

ڈگمبر نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ اس کے بعد بڑی آسانی کے ساتھ منگولیا پہنچ جاؤں گا۔ میں سارا راستہ جانتا ہوں مشکل صرف چین کی سرحد اور خاص طور پر دیوار چین پار کرنے کی تھی۔

ایک ڈاکو نے کہا۔

اس کا معاملہ بڑی اچھی طرح سے طے پا جائے گا۔ اتنا اچھا انتظام ہو چکا ہے کہ آپ کو ذرا سی بھی تکلیف نہیں ہوگی۔ اور آپ سرحد کے پار ہوں گے۔

ڈگمبر نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ پھر مجھے اسی وقت روانہ ہو جانا چاہیے۔

دوسرا ڈاکو بولا۔

میری رائے ہے کہ آپ کو آرام کرنے کی ضرورت ہے آپ نے دو دن دو رات سفر کیا ہے۔ آپ کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم آج کی رات آرام کرلیں اور کل صبح سفر پر روانہ ہو جائیں۔

ڈگمبر بولا۔

جیسے آپ لوگوں کی مرضی۔

ڈگمبر ڈاکو وہاں رات بسر کرنے پر راضی ہو گیا۔

اس دوران میں ماریا چٹان کی اوٹ میں کھڑی تھی۔ اس نے اپنا
گھوڑا ذرا فاصلے پر ایک جھاڑی میں چھپا دیا۔ اور خود جھونپڑی کے
آس پاس آ کر جائزہ لینے لگی۔ اس نے یہ اندازہ لگا لیا تھا۔ کہ ڈاکو اس
جھونپڑی میں رات بھر ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اب اس کی یہی
کوشش تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح رات کو لڑکی وہاں سے اٹھا کر لے
جائے۔ اس کے لئے ضروری تھا۔ کہ وہ اندھیرا ہونے کا انتظار کرے
چنانچہ وہ جنگل میں آ کر ایک چشمے کے کنارے پر بیٹھ گئی یہاں اس
نے کچھ جنگلی پھل کھائے۔ چشمے کا پانی پیا۔ گھوڑے کو گھاس کھلا کر پانی
پیا۔ گھوڑے کو گھاس کھلا کر پانی پلایا اور رات ہونے کا انتظار کرنے
لگی۔ سورج پہاڑیوں میں غروب ہو چکا تھا۔

ادھر عنبر اور ناگ فاصلہ کم کرنے کے لئے رات دن سفر کر رہے
تھے راستے میں وہ صرف تھوڑی دیر کے لئے گھوڑے کو دانہ
دنکا کھلانے کے لئے رکتے اور پھر سفر شروع کر دیتے۔ اس کا فائدہ یہ
ہوا کہ وہ کافی آگے نکل آئے۔ اب وہ ماریا سے صرف ایک رات کے
فاصلے پر تھے۔ یعنی اگر وہ ساری رات سفر کرتے رہیں تو صبح اس وادی
میں پہنچ جائیں گے۔ ماریا جھونپڑی کے باہر چشمے پر بیٹھی ہوئی تھی۔

سورج غروب ہو گیا۔ جنگل میں اندھیرا چھا گیا۔ ماریا نے دور
سے دیکھا کہ جھونپڑی کے اندر چراغ روشن ہو گیا ہے۔ وہ جھونپڑی
کے باہر آ گئی۔ جھونپڑی کا دروازہ بند تھا۔ اندر سے ڈاکوؤں کے
باتیں کرنے اور قہقہے لگانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ماریا کچھ دیر
وہاں خاموش کھڑی ان کی باتیں کرنے اور قہقہے لگانے کی آوازیں سنتی
رہی۔ ابھی اندر داخل ہونے کا موقع نہیں تھا۔ اس کے علاوہ وہ ڈاکو

زیادہ تھے۔ ماریا کے پکڑے جانے کا بھی خطرہ تھا۔ صرف ایک ہی صورت تھی کہ وہ کنیز لڑکی کو ساتھ لے کر کسی طرح گھوڑے پر سوار ہو جائے۔ صرف اسی طرح سے وہ لڑکی اس کے ساتھ غائب ہو سکتی تھی۔ لیکن یہ ڈر بھی تھا کہ ڈگمبر کہیں چاروں طرف سے گھیر کر ماریا کو پکڑ نہ لے کیونکہ اسے علم تھا کہ ایک غیبی عورت اس کا پیچھا کر رہی ہے۔ جو عام عورتوں کی طرح کمزور ہے۔ صرف اس میں اتنی ہی طاقت ہے کہ وہ غائب ہو گئی ہے۔

اتنے میں جھونپڑی میں سے ایک ڈاکو باہر نکل کر جنگل کی طرف چل پڑا۔ اس کے ہاتھ میں لکڑی کا ڈول تھا۔ شاید وہ چشمے سے پانی لینے جا رہا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ اس ڈاکو کا کام تمام کر دینا چاہیے۔ تاکہ ایک ڈاکو تو کم ہو۔ اس خیال کے بعد ماریا ڈاکو کے پیچھے چل پڑی۔

چشمے پر پہنچ کر ڈاکو نیچے جھکا ڈول میں پانی بھر رہا تھا۔ کہ اوپر سے ماریا نے پوری طاقت سے پتھر اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا۔ ڈاکو نے ہائے بھی نہ کی اور چشمے میں گر پڑا۔ پانی اس کی لاش کو ڈول سمیت بہاتا ہوا آگے دریا کی طرف لے گیا۔

ماریا جلدی سے جھونپڑی کے پاس واپس آگئی۔

اب وہاں تین ڈاکو رہ گئے تھے۔ جب چشمے والا ڈاکو واپس نہ آیا تو وہ لوگ پریشان ہو کر اسے آوازیں دینے لگے پھر چشمے پر گئے۔ اسے ہر جگہ تلاش کیا۔ مگر وہ نہ ملا۔ اچانک ڈگمبر کو چشمے کے پتھر پر خون کے قطرے نظر آگئے۔ اس نے جھک کر کون کے قطروں کو دیکھا اور کہا۔

اسے پتھر مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ اس کی لاش چشمے میں بہہ گئی ہے۔ جلدی سے واپس چلو ایک بھوت ہمارا پیچھا کر رہا ہے۔

وہ سارے ڈاکو جلدی سے جھونپڑی میں آ گئے جھونپڑی میں آ کر
ڈگمبر نے غیبی عورت کے بارے میں ساری باتیں انہیں بتا دیں۔ اور
آخر میں کہا۔

مجھے یقین ہے کہ وہ عورت اس جھونپڑی کے آس پاس منڈلا رہی
ہے۔ اگر ہم نے ہوشیاری سے کام نہ لیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہم سب کو
باری باری اسی طرح پتھر مار کر ہلاک کر دے۔

ایک ڈاکو نے کہا۔

ہم اسے گرفتار نہیں کر سکتے کیا؟

کیوں نہیں؟ ڈگمبر بولا۔ اگر ہم نے اسے گرفتار نہ کیا تو وہ ہم
سب کو برباد کر دے گی۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم اسے فوراً پکڑ کر رسیوں
سے جکڑ دیں۔

تیسرا بولا۔

مگر ہم ایک ایسے انسان کو کیوں گرفتار کر سکتے ہیں جو ہمیں نظر ہی
نہیں آتا۔

اس کی ایک ترکیب ہے۔

وہ کیا؟

اس کے بعد ڈاکو ڈگمبر نے ان ڈاکوؤں کو وہ ترکیب بتائی جو اس
کے دماغ میں آئی تھی۔ ماریا اس جال سے بے خبر تھی جو ڈاکو اس کے
لئے پھیلا رہے تھے۔ کنیز لڑکی اسے باہر جا کر بتا نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ
اسے ڈاکوؤں نے باندھ کر ایک طرف ڈال رکھا تھا۔ ماریا نے
جھونپڑی کے باہر کھڑی اس انتظار میں تھی کہ جھونپڑی سے باہر
پھر کوئی ڈاکو نکلے اور وہ اسے بھی ختم کر دے۔ اسے کیا معلوم تھا۔ کہ
ڈاکو اسکے خلاف بڑا زبردست جال پھیلا چکے ہیں۔

سب سے پہلا کام تو ڈاکوؤں نے کہ کیا کہ کنیز لڑکی کے منہ پر

کپڑا ٹھونس دیا۔ تاکہ اگر ماریا جھونپڑی میں آئے تو وہ اسے یہ نہ بتا سکے کہ اس کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔ بھاگ جاؤ۔ لڑکی کے منہ میں کپڑا ٹھونسنے کے بعد ڈاکو آپس میں ہنستے مسکراتے باتیں کرتے جھونپڑی کا دروازہ کھول کر باہر آ گئے۔ اس عرصے میں وہ ایک باریک ریشمی رسی دروازے کے درمیان باندھ چکے تھے۔ اسی رسی کا رنگ کالا تھا۔ اور وہ دکھائی نہیں دیتی تھی۔

ماریا نے جب دیکھا کہ ڈاکو جھونپڑی سے باہر آ کر ایک طرف چلے گئے ہیں۔ اور جھونپڑی کا دروزاہ چوپٹ کھلا ہے تو وہ فریب میں آ گئی۔ وہ آگے بڑھ کر دروازے کی طرف آئی قریب ہی جھاڑیوں میں ڈاکو رسی کو جھٹکا لگنے کا انتظار کر رہے تھے۔ ایک ڈاکو جھونپڑی کے اندر چھپ کر دروازے کے پاس ہی زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ کہ جوں ہی رسی کو دباؤ پڑے وہ لپک کر ماریا کو قابو کر لے۔ ماریا پر قسم کے خطرے

سے بے فکر ہو کر جھونپڑی کے دروازے میں آ گئی اسے کالے رنگ کی ریشمی رسی نظر نہ آئی جوں ہی وہ دروازے میں داخل ہوئی رسی کو جھٹکا لگا اس پر دباؤ پڑتے ہی ڈاکو نے اچھل کر ماریا کو اپنے مضبوط بازوؤں میں جکڑ لیا ادھر سے دوسرے ڈاکو بھی آ گئے۔ انہوں نے پاگل چیتوں کی طرح اچھل کر اپنے آپ کو ماریا پر گرا دیا۔ ماریا گر پڑی۔ انہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے ماریا پر کپڑا ڈال کر اسے رسی میں اس بری طرح سے جکڑ دیا کہ وہ بے چاری ہل بھی نہیں سکتی تھی۔

کنیز نے یہ سب دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ وہ کچھ نہ کر سکی تھی۔ کیونکہ اس کا منہ بند کر دیا گیا تھا۔ وہ آواز دے کر ماریا کو خبردار نہ کر سکی تھی۔ کہ وہاں سے واپس چلی جاؤ۔ ماریا کو چادر میں جکڑ کر ڈگمبر نے اسے بھی کنیز کے پاس ہی ڈال دیا۔ ایک ڈاکو نے کہا۔

میں زندگی کا سب سے عجیب منظر دیکھ رہا ہوں کہ چادر کے اندر

کچھ بھی نظر نہیں آرہا ہے۔مگر اندر عورت رسی میں جکڑی ہوئی ہے۔

ڈگمبر نے قہقہہ لگا کر کہا۔

ماریا تم ارژنگ اور سوانا کے پنجے سے نکل گئیں۔مگر یاد رکھو اب تم میرے پنجے سے نکل کر کہیں نہیں جا سکتیں۔اب تم میری قید میں ہو اور میں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دوں گا۔تاکہ تم پھر مجھے دھوکہ نہ دے سکو۔

ماریا خاموش رہی اور کچھ نہ بولی۔

اب خاموش کیوں ہو؟ جواب دو۔بولو تمہیں اب کون بچا سکتا ہے؟

کون تمہاری مدد کر سکتا ہے؟

اب ماریا نے زبان کھولی اور کہا۔

ڈگمبر یاد رکھو،خدا کی رسی دراز ہوتی ہے۔مگر ایک وقت آتا ہے

کہ ظالم خود اپنے بچھائے ہوئے جال میں ہی قید ہو کر رہ جاتا ہے۔

تم نے میرے خلاف جو سازش کی ہے اس میں تم کامیاب ہو گئے ہو؟ لیکن میں بہت جلد تمہاری قید سے آزاد ہو جاؤں گی۔

ہاہاہا ان باتوں کو بھول جاؤ تمہاری موت ہی اب مجھ سے نجات دلائے گی۔

ڈاکوؤں نے آپس میں فیصلہ کیا کہ کل سفر پر روانہ ہونے سے پہلے ماریا کو قتل کر کے اسکی لاش کو دریا میں پھینک دیا جائے گا۔تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے گی بانسری ماریا نے یہ خونی فیصلہ سنا تو دل میں ڈر سی گئی کہ اگر کسی نے اس کی مدد نہ کی تو یہ لوگ اسے ضرور ختم کر دیں گے۔عنبر اور ناگ کے بارے میں اسے کچھ خبر نہ تھی۔اس نے خدا کے آگے دعا کی اور خاموش فرش پر پڑی رہی۔

سمندر کی طرف

عنبر اور ناگ راتوں کو بھی سفر کرتے چلے آرہے تھے۔

سفر کرتے کرتے جب رات آدھی گزر گئی تو ناگ نے کہا۔

بھائی عنبر میں تو تھک گیا ہوں۔ بہتر ہوگا کہ ہم رات کا باقی حصہ کسی جگہ پڑ کر سو رہیں۔ اس طرح دن رات سفر کرتے کرتے تو ہمارا برا حال ہو جائے گا۔

عنبر نے بھی محسوس کیا کہ اب آرام کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ تھکان اسے بھی بہت ہو رہی تھی۔ اس نے ناگ سے پوچھا کہ وہ کس جگہ رات رہیں؟ ناگ نے جواب میں کہا اس جنگل میں چاہے کسی جگہ سو جائیں لیکن اب آرام بڑا ضروری ہے۔ عنبر اور ناگ جنگل میں

رک گئے۔ انہوں نے دریا پار کر لیا تھا۔ اور اب ایک چشمے کے کنارے آ گئے تھے۔ چشمے پر انہوں نے گھوڑوں سے اتر کر خود بھی پانی اور گھوڑوں کو بھی پلایا عنبر نے کہا۔

یہاں قریب کوئی گاؤں بھی نہیں ہے۔ نہیں تو کسی کے گھر قیام کر لیتے۔

ناگ بولا۔

بھائی گھر کا آرام چھوڑ دو۔ وہ کبھی ہمارے نصیب میں نہیں ہے۔ نہ ہمارا کوئی گھر ہے نہ بار۔ بس جہاں سینگ سمائیں وہیں پڑ کر سو جاتے ہیں بھائی میں تو اسی چشمے کے کنارے سونے لگا ہوں

مگر جانے کیا بات تھی کہ عنبر کا اس جگہ دل نہیں لگ رہا تھا۔ اس کا دل کر رہا تھا۔ وہ لیٹنے کی بجائے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ ناگ تو اسی جگہ گھاس پر لیٹ گیا۔ اس نے جب دیکھا کہ عنبر سونے کی بجائے ادھر

ادھر ٹہل رہا ہے۔تو بولا

بھائی کی بات ہے تمہیں نیند نہیں آ رہی؟

عنبر نے کہا۔

خدا جانے کی بات ہے تمہیں نیند نہیں آ رہی

عنبر نے کہا۔

خدا جانے کیا بات ہے دل کو اطمینان نہیں ہے۔

ناگ بولا۔

کچھ کچھ میرا دل بھی بے چین ہے خدا ہماری بہن ماریا کو سلامت رکھے۔

ناگ لیٹا رہا اور عنبر ٹہلتا رہا۔رات کا دوسرا حصہ بھی گزر گیا رات کا پچھلا پہر شروع ہوا تو ڈاکوؤں میں ڈگمبر نے سب سے پہلے اٹھ کر دونوں کا جگایا اور کہا۔

چلو اٹھو سب سے پہلے اس غیبی چڑیل کا کام تمام کر دیں۔

ڈاکو فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے ڈگمبر نے ماریا کو اسی طرح رسی میں جکڑی ہوئی اپنے کاندھے پر رکھا اور جھونپڑی سے باہر نکل آیا ایک ڈاکو نے کہا۔

میرا خیال ہے ہمیں اسے دریا میں چل کر پھینک دینا چاہیے۔

دوسرے نے کہا۔

میرا تو خیال ہے کہ پہلے چشمے پر پہنچ کر اسے قتل کیا جائے۔اس کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے دیا میں بہا دیے جائیں۔

دریا پر کھلی جگہ ہے۔ہو سکتا ہے کسی کی نگاہ پڑ جائے۔چشمہ جھاڑیوں میں چھپا ہوا ہے۔وہاں ہم اسے قتل کرنے کا کام کر سکتے ہیں۔

پہلا ڈاکو بولا۔

یہ ٹھیک ہے۔

یہ سوچ کر ڈاکو نے ماریا کو کندھے پر اٹھایا اور وہ چشمے کے قریب
جھاڑیوں کی طرف چل پڑے۔

اتنے میں عنبر اور ناگ بھی سفر طے کر کے چشمے کے قریب پہنچ گئے
اور وہاں قریب ہی بیٹھ کر آرام کرنے لگے۔ اتنے میں انہیں کسی کے
آنے کی آہٹ محسوس ہوئی۔

عنبر نے ناگ سے کہا ہمیں یہاں سے ہٹ جانا چاہیے۔

دنوں وہاں سے اٹھ کر درختوں کے پیچھے چھپ کر دیکھنے لگے کہ
رات کے پچھلے پہر یہ کون آ رہا ہے۔ پچھلی رات کا چاند اب درختوں
کے اوپر آ چکا تھا۔ اور اسکی ہلکی ہلکی روشنی میں چشمے کے آس پاس کا
سارا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ڈاکو اور ڈگمبر بڑے مزے سے
ماریا کو کندھے پر اٹھائے باتیں کرتے چلے آ رہے تھے۔ ان کے

خیال میں جنگل سنسان تھا۔ اور کوئی بھی ان کی باتیں نہیں سن رہا تھا۔

ان کو معلوم نہیں تھا۔ کہ عنبر اور ناگ اس جنگل میں موجود ہیں۔

ڈگمبر ماریا کو کندھے پر اٹھائے چشمے کی طرف چل پڑا۔

ادھر چشمے پر عنبر اور ناگ اسی طرح بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے
تھے۔ رات بڑی خاموش تھی۔ ان کے کان میں کسی کے چلنے اور
جھاڑیوں کے ٹوٹنے کی آواز پڑی تو وہ خاموش ہو گئے۔ عنبر نے ناگ
کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کہا۔

شی کوئی آ رہا ہے۔

ناگ نے کہا۔

انہوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ کسی کو کاندھے پر اٹھا کر لے جا رہے
ہیں۔ عنبر اور ناگ خاموشی سے دیکھتے رہے کہ یہ لوگ کہاں جا رہے
ہیں اور کیا کرنے جا رہے ہیں۔

ڈگمبر نے ایک جگہ ماریا کو لٹا دیا۔اور اپنے ساتھی سے کہا۔

میرا خنجر لاؤ اس عورت کو میں ذبح کر دوں گا۔۔

عنبر نے ناگ کے کان میں کہا۔

یہ لوگ ڈاکو ہیں اور کسی عورت کو قتل کرنے یہاں لائے ہیں۔

ڈاکو نے خنجر نیام سے نکال کر ڈگمبر کے حوالے کر دیا۔چاندنی رات میں خنجر چمکنے لگا۔اتنے میں ماریا کے رونے کی آواز آئی۔

عنبر اور ناگ نے ماریا کی آواز پہچان لی تھی اور وہ ماریا کے بچانے کے لئے دوڑے۔

جب ڈاکوؤں نے ان دونوں کو وہاں دیکھا تو بہت حیران ہوئے کہ یہ دونوں اس ویرانے میں کیا کر رہے ہیں۔

ڈاکوؤں عنبر اور ناگ سے لڑنے لگے اور ایک ڈاکو عنبر پر خنجر سے وار کرنے لگ گیا اور اس نے عنبر پر خنجر سے وار پر وار کیا لیکن وہ یہ دیکھ

کر بہت حیران ہوا کہ اتنے خنجر لگنے کے باوجود عنبر کو کچھ بھی نہیں ہوا اور خون کا ایک قطرہ تک نہیں نکلا۔

عنبر نے ماریا کی رسیاں کھول دیں اور ڈاکوؤں سے لڑنے لگا

اتنے میں ناگ بھی سانپ کی شکل میں آ گیا۔اس نے ایک ڈاکو کے گرد لپٹ کر اس کو ڈنگ مار لیا ڈاکو چیخیں مار کر تڑپنے لگا اور مر گیا اتنے میں عنبر نے ایک ڈاکو کی گردن مروڑ کر توڑ دی۔اور اس کے بعد ناگ ڈگمبر کی طرف بڑھا اور اسکی گردن کے گرد لپٹ گیا اور اس پر گرفت مضبوط کر لی۔

عنبر نے جلدی سے اٹھ کر ماریا کی رسیاں کھولیں اور اس کو حوصلہ دیا ماریا نے جب عنبر کو دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور اس نے پوچھا کہ ناگ کہاں ہے۔عنبر نے کہا وہ دیکھو ناگ نے ڈاکو کی گردن کے گرد کنڈلی مار رکھی ہے۔

ڈاکو کی آنکھیں باہر کو ابل رہی تھیں۔اس کا سانس رکنے لگا تھا۔
ناگ نے اس کی گردن بل دینے شروع کر دیے تھے۔ڈاکو ڈاکو نے
دونوں ہاتھوں کی گرفت کمزور ہو گئی تھی۔اس کے ہاتھوں میں اب اتنی
طاقت نہیں رہی تھی کہ وہ سانپ کو اپنی گردن سے الگ کر سکے۔اس
نے عنبر کو ہاتھ جوڑ دیے۔
مگر ناگ نے ٹھیک اس وقت ڈاکو ڈمبر کو ڈس لیا۔ڈسنے کے
بعد وہ ڈاکو کی گردن سے نیچے اتر آیا۔ڈاکو کا رنگ نیلا پڑنے لگا۔اس
کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔زہر اس کے دل و دماغ تک پہنچ گیا تھا۔وہ
زمین پر گرا اور گرتے ہی دم توڑ گیا۔ناگ پھر سے انسان کے روپ
میں آ گیا۔وہ بھی ماریا سے جا کر ملا اور بولا۔
ماریا بہن اگر ہم سو جاتے یا یہاں دیر سے پہنچتے تو پھر خدا جانے کیا
ہو جاتا۔یہ قاتل تو تمہیں قتل کرنے کا پورا پورا بندوبست کیا تھا۔

عنبر نے کہا۔
یہ بتاؤ کہ جس لڑکی کی زندگی بچانے کی خاطر تم نے اتنا بڑا خطرہ
مول لیا تھا وہ کہاں ہے؟
ماریا نے حیران ہو کر پوچھا۔
مگر تمہیں اس لڑکی کے بارے میں کیسے علم ہوا۔
عنبر بولا۔
ہمیں وفادار نوکر نے ساری بات بتا دی تھی۔وہ کنیز لڑکی کہاں
ہے۔
ماریا نے کہا۔
جھونپڑے میں جکڑی ہوئی ہے۔یہ ڈاکو اسے لے کر منگولیا
جا رہے تھے۔جہاں ڈمبر اسے سردار کی خدمت میں پیش کر کے
انعام و اکرام حاصل کرنا چاہتا تھا۔

عنبر نے کہا۔

چلو اچھا ہوا کہ یہ شخص بھی مر گیا۔ جانے کتنے گھر یہ اجاڑ چکا تھا۔

اور اگر زندہ رہتا تو جانے کتنے اور گھر اجاڑتا۔

ناگ بولا۔

اس کا مر جانا ہی بہتر تھا۔

ماریا نے کہا۔

آؤ میرے بھائیو۔ جھونپڑی میں چل کر اس بے چاری کنیز کی بھی خبر لیں۔

تینوں بہن بھائی چشمے سے اٹھ کر جھونپڑی میں آئے۔

اب مشرق میں دن کا اجالا پھیلنے لگا تھا۔ جھونپڑی میں معصوم لڑکی اسی طرح بندھی ہوئی تھی۔ اور اس کے منہ میں ریشمی رومال ٹھونسا ہوا تھا۔ ماریا نے جاتے ہی اس کے منہ سے رومال نکال کر باہر پھینکا۔

لڑکی نے سب سے پہلا سوال یہ کیا۔

تم ان ظالموں سے کیسے بچ گئیں ماریا بہن؟

ماریا نے ناگ اور عنبر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

خدا کے حکم سے میرے بھائیوں نے مجھے بچا لیا ہے یہ عین وقت پر پہنچ گئے اور میری جان بچ گئی۔

عنبر اور ناگ مظلوم لڑکی سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے اسے کہا کہ وہ پہلی فرصت میں اسے ماں باپ کے گھر پہنچائیں گے۔

کنیز نے خوش ہو کر کہا۔

تم سچ مچ میرے بھائی ہو۔ کوئی بھائی اپنی بہن کو مصیبت میں دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا۔ کاش دنیا کے سارے لوگ دکھ درد میں ایک دوسرے کے اسی طرح کام آنا سیکھ لیں۔ پھر یہ ساری دنیا جنت بن جائے۔

صبح ہوگئی۔

وادی میں ہر سمت اجالا پھیل گیا۔ کنیز لڑکی اور ماریا نے مل کر کھانا کھایا۔ انہوں نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ عنبر نے کہا۔

ایک مدت کے بعد بھائیوں نے بہن کے ساتھ مل کر کھانا کھایا ہے۔

خدا کا شکر ہے اس نے آج بھائیوں کو بچھڑی ہوئی بہن سے ملا دیا۔ اب ہم کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔

عنبر نے کہا۔

یہ تو خدا کو ہی معلوم ہے۔ ابھی ہم نے ایک ساتھ مل کر بڑے بڑے کٹھن سفر کرنے ہیں۔ ابھی ہمیں جاپان جانا ہے۔ پھر وہاں سے سمندری سفر کر کے ہندوستان آنا ہے۔ کوئی پتہ نہیں کیسے کیسے حالات ہوں۔ کن کن مصیبتوں سے ہمیں پالا پڑے۔ ہمیں صرف

ایک بات ہمیشہ یاد رکھی ہوگی کہ مصیبت آئے تو کبھی نہ گھبرائیں۔ خدا سے دعا بھی کریں اور خود بھی ہمت کریں۔ بہادری اور جرأت سے کام لیں اور ایک دوسرے کو کبھی نہ بھلائیں۔ پھر ہم اکیلے رہ کر بھی بڑی سے بڑی مصیبت کا مقابلہ کر کے فتح حاصل کر سکتے ہیں۔

اسی روز دوپہر کے وقت عنبر، ماریا اور ناگ کنیز لڑکی کو ساتھ لے کر واپس چین کے دارالحکومت کھیتے کی طرف روانہ ہو گئے۔ رات ہوگئی تو انہوں نے جنگل میں ایک جگہ آگ روشن کی اور مزے سے کھانا کھا کر کے سو گئے۔

دن چڑھا تو وہ پھر سفر کرنے لگے۔ اسی طرح دو دن اور دو راتیں سفر کرنے کے بعد وہ کیتھے پہنچ گئے۔ کیتھے پہنچ کر انہوں نے گھوڑے بدلے سفر کی تھکان اتاری اور سیدھا کنیز کے شہر کو چل دیئے۔

کنیز لڑکا کا گھر کیتھے سے سمندر کو جانے والی سڑک پر کافی

دور تھا۔ آخر سفر کرتے کرتے وہ اس شہر میں آ گئے۔ لڑکی اپنے گھر کا
رستہ جانتی تھی۔ وہ انہیں اپنے گھر لے گئی۔ ماں باپ نے اپنی بچی کو
دیکھا تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ رہا۔ وہ بے حد خوش ہوئے۔ عنبر اور
ناگ کی بے حد خدمت کی۔ چار روز اس شہر میں رہنے کے بعد تینوں
وہاں سے اجازت لے کر سمندر کی طرف چل پڑے۔

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ عنبر اور ناگ اس بار سمندر کے
راستے جاپان کا سفر کرنا چاہتے تھے۔ سمندر وہاں سے بہت دور تھا۔
مگر وہ برابر سفر کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ایک مہینے کے سفر کے
بعد انہیں دور سے سمندر کا کنارہ نظر آیا۔ ایک ٹیلے پر چڑھ کر
انہوں نے سمندر کے ٹھاٹھیں مارتے پانی کو دیکھا۔ تو انہیں بڑی خوشی
ہوئی۔ ایک لمبی مدت کے بعد انہیں سمندر کا گہرا نیلا پانی اور اس سطح پر
تیرتے سفید بادبانوں والے جہاز دکھائی دیے۔

عنبر نے کہا۔

ماریا بہن یہ سوچ کر مجھے کس قدر خوشی ہو رہی ہے۔ کہ ہم ایک
مرتبہ پھر سمندری جہاز میں اکٹھے سفر کریں گے۔

ناگ نے کہا۔

اب ہم تینوں بہن بھائی اکٹھے رہیں گے۔ اور کبھی جدا نہیں ہوں
گے۔

ماریا بولی۔

خدا کرے۔

ٹیلے سے اتر کر انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگائی۔ گھوڑے ہوا سے
باتیں کرنے لگے۔ دن ابھی غروب نہیں ہوا تھا کہ وہ سمندر کے
کنارے ملک چین کی آخری بندرگاہ پر پہنچ گئے۔ یہ چھوٹا سا بڑا خوش

حال شہر تھا۔ وہ ایک سرائے میں اترے جہاں سے انہیں معلوم ہوا کہ ملک جاپان کو جانے والا جہاز چار روز بعد وہاں سے روانہ ہونے والا ہے۔

☆ عنبر ماریا اور ناگ کی پھر ملاقات کیسے ہوئی۔

☆ جہاز کا کپتان عنبر کے خزانے کو لوٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن ناگ نے اس کا استقبال کیا۔

☆ جہاز طوفان میں پھنس کر ڈوب گیا۔ عنبر، ناگ اور ماریا ایک تختے پر سوار ہو کر آدم خور وحشیوں کے جزیرے میں پہنچ گئے۔

☆ سمندری ڈاکو، اسی جزیرے پر پہنچ کر عنبر، ماریا اور ناگ کا مقابلہ کرتے ہیں۔

ان میں سے کون مارا گیا۔ اور کون کون موت کے منہ میں پہنچے یہ سب کچھ جاننے کے لئے اس ناول کی اگلی سیریز کے انیسویں حصے موت کا جہاز ملاحظہ کیجئے۔

☆ سمندری ڈاکو، اسی جزیرے پر پہنچ کر عنبر، ماریا اور ناگ کا مقابلہ کرتے ہیں۔

ان میں سے کون مارا گیا۔ اور کون کون موت کے منہ میں پہنچے یہ سب کچھ جاننے کے لئے اس ناول کی اگلی سیریز کے انیسویں حصے موت کا جہاز ملاحظہ کیجئے۔